قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ

کعدۃ نقباء موسیٰ

۱	۲	۳	۴	۵
علیؑ ابن ابیطالب	حسن بن علیؑ	حسین بن علیؑ	علی بن الحسینؑ	محمد بن علیؑ

۶ جعفر بن محمدؑ

سپہر امامت کے بارہ بروج

۷ موسیٰ بن جعفرؑ

۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
علیؑ بن موسیٰ الرضا	محمد بن علیؑ التقی	علیؑ بن محمد النقیؑ	حسن بن علیؑ العسکری	محمد بن حسنؑ الزکی

سلام اللہ علیہم اجمعین

تصنیف لطیف عالیجناب نواب شیخ احمد حسین خان بہادر O.B.E.

رئیس پریانوان ضلع پرتاب گڈھ

باہتمام محمد جواد در

نظامی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ طبع گردید

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

فاتحۃ الکتاب
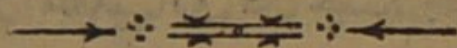
آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا لیکن ابھی اُس کی ہدایت افروز شعاعین حرا سے بیت الشرفِ ابوطالب ہی تک ضیا گستر تھین اور خدا کا رسول مصالح ایزدی کے مطابق ہنوز مخفی طور پر دعوت اسلام مین مصروف تھا ناگہان اُس برگزیدہ بارگاہ صمدیت کو یہ الہام ہوا کہ

انذر عشیرتک الاقربین واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین

(اے رسول تم اپنے قرابتدارون کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ

اور جو مومنین تمہارے پیرو ہون اُن سے بتواضع پیش آؤ)

اس آیۂ کریمہ کے نازل ہونے پر خدا کے حبیب نے اپنے تربیت کردہ بھائی علیؑ بن ابیطالب سے فرمایا کہ اے علیؑ مجھے حکم ہوا ہے کہ اپنے قرابتداروں کو ڈراؤن اور تلقین اسلام کرون لہذا تم سامانِ ضیافت مُہیا کر کے بنی عبد المطلب کو جمع کرو تاکہ مین حکم الٰہی پہونچادون حضرت علیؑ نے ارشاد نبوی کے مطابق سامان ضیافت مُہیا کر کے بنی عبد المطلب کو (جو تقریباً چالیس مرد تھے) جمع کیا اور جب وہ لوگ آسودگی کے ساتھ کھا پی چکے تو رسولؐ مقبول نے اُن سے مخاطب ہو کر یہ تقریر پُر تنویر فرمائی کہ

یا بنی عبد[1] المطلب انی قد جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر ویکون اخی ووصیي وخلیفتی فیکم فاحجم القوم عنھا جمیعا

(یعنی) اے بنی عبد المطلب مین تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بہتری لایا ہون اور خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تمھین اُسکی طرف بلاؤں پس تم میں کون ایسا ہے جو اس باب مین میری مدد کرے اور کار تبلیغ

[1] تفسیر ثعلبی ومغازی ابن اسحق وتفسیر ابن ابی حاتم وتفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تہذیب الآثار حافظ ابن جریر وتفسیر معالم التنزیل محی السنہ بغوی وتفسیر سراج المنیر خطیب شربینی وتفسیر لباب التاویل خازن بغدادی ودلائل النبوۃ بیہقی وتاریخ کامل ابن اثیر جزری وتاریخ ابو الفدا۔

مین میرا بھائی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ آنحضرت کا یہ کلام
بلاغت نظام سُن کر کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ اس حقارت آمیز
خاموشی کا عالم دیکھ کر حضرت علیؑ نے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ
یا نبی اللہ انا وزیرک علیہ قال فاخذ برقبتی فقال
ان ھذا اخی ووصیی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ واطیعوا
فقام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرک
ان تسمع لعلی و تطیع (یعنے) علیؑ نے کہا کہ یا رسول اللہ
مین کارِ تبلیغ مین آپ کی مدد کرنے اور آپ کا ہاتھ بٹانے کو
حاضر ہون یہ سُن کر جناب رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کی
گردن پر دستِ شفقت رکھا اور فرمایا کہ اے افراد قوم دیکھو یہ
میرا بھائی میرا وصی اور تم مین میرا خلیفہ ہے تم لوگ اس کا حکم سنو
اور اس کی اطاعت کرو۔ آنحضرت کی یہ تقریر سُنتے ہی لوگ
قہقہہ لگا کر اُٹھ کھڑے ہوے اور ابو طالب سے کہنے لگے
کہ سُنو تمھیں حکم دیا گیا ہے کہ اپنے بیٹے علیؑ کی اطاعت کرو۔
واضح ہو کہ اس واقعے کا ذکر صرف کتب معتبرہ اسلامیہ تک محدود نہیں ہے

لہ تفسیر ثعلبی و تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر کبیر حافظ ابن جریر و تفسیر معالم التنزیل محی السنہ بغوی
و تفسیر سراج المنیر خطیب شربینی و تفسیر لباب التاویل خازن بغدادی و مغازی ابن اسحق و تہذیب الآثار

بلکہ اسکو مسیحی مورخین نے بھی ذاتی تحقیق وتدقیق کے مطابق اپنی تالیفات مشہورہ مین بیان کیا ہے چنانچہ مسٹر کارلائل اپنی کتاب ہیروز اینڈ ہیروز ورشپ کے لکچر دوم مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

بنی عبدالمطلب کے لوگون کو ایک ادھیڑ اَن پڑھ آدمی اور ایک سولہ برس کے لڑکے کا یہ فیصلہ کہ وہ مل کر دُنیا کے خلاف کوشش عمل لائین گے ایک مضحکہ خیز بات معلوم ہوئی جسپر وہ مجمع قہقہہ لگا کر منتشر ہوگیا لیکن بعد مین ثابت ہوا کہ یہ ہنسی کی بات نہ تھی بلکہ بالکل ٹھیک اور درست تھی کیونکہ نوجوان علیؑ ایسا شخص ضرور تھا کہ جس کو ہر متنفس خواہ مخواہ پسند کرے چنانچہ علی سے ہمیشہ جو باتین ظہور مین آئین اُن سے معلوم ہوگیا کہ وہ ایک صاحب اخلاق فاضلہ اور محبت سے بھرا ہوا ایسا بہادر شخص تھا جس کی تیز و تند جرات کے سامنے کوئی چیز ٹھہر نہین سکتی تھی۔ اس شخص کی طبیعت مین عجیب طور کی جوانمردی تھی یعنی مثل شیر کے تو بہادر تھا مگر مزاج مین ایسی نرمی رحمدلی اور سچائی تھی جو ایک کرسچن نائٹ کے لیے شایان ہو سکتی ہے۔

اور مسٹر گبن اپنی کتاب ڈکلاین آف رومن امپائر مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے (بعثت کے) چوتھے برس بالاعلان دعوت رسالت

شروع کی اور تصدیق وحدانیت کا نور پھیلانے کی غرض سے

بنی ہاشم کے چالیس آدمیون کو ضیافت پر مدعو کیا بعد ازان

اُنکی جانب مخاطب ہو کر کہا کہ اے دوستو اے عزیزو مین تم

لوگوں کے لیے دُنیا اور آخرت کی نیکیان لایا ہون جسکو میرے سوا

دوسرا نہیں دے سکتا۔ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم لوگون کو اُسکی

عبادت کی طرف بلاؤن پس تم مین سے کون شخص اس کام میں

میرا رفیق اور وزیر ہوگا۔ اس بات کا کسی نے جواب نہ دیا

حتیٰ کہ وہ حقارت اور شک اور تعجب بھری خاموشی علیؑ کی جرأت

سے دفع ہوئی جو ایک چہاردہ سالہ جوان تھے چنانچہ اُنھوں نے

عرض کیا کہ اے نبی مین ہر طرح اس کام مین آپ کی رفاقت

اور نصرت کے لیے حاضر ہون۔ مین آپ کے مخالفین کی آنکھین

نکال لون گا اُنکے دانت توڑ ڈالوں گا اور اُنکے پیٹ پھاڑ ڈالون گا۔

اے نبی مین آپ کی وزارت کے لیے دل وجان سے حاضر ہوں۔

محمد (صلعم) نے علیؑ کی التماس کو جوش مسرت کے ساتھ قبول فرمایا۔

اور حاضرین نے ابوطالب کو اپنے بیٹے کی اس اعلیٰ عزت

پانے پر طنزیہ کلمات کہے۔

اور مسٹر ڈیونپورٹ اپنی کتاب اپالوجی فرام محمد اینڈ دی قرآن مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے مخالفین کی مخالفت سے خائف نہو کر دوبارہ پھر اپنے قبیلے کے لوگون کو جمع کیا اور اُن کی بے تکلفانہ ضیافت کے بعد اُٹھکر اپنی پُرجوش تقریر کو اس درخواست پر ختم کی کہ تم مین کون شخص اس بار گران کے برداشت کرنے مین میری رفاقت کریگا اور میرا نائب اور وزیر ہوگا جیسا کہ موسیٰ کے وزیر ہارون تھے یہ سُن کر کُل مجمع تعجب انگیز سکوت مین آ گیا اور کسی کو اس خطرناک عہدۂ وزارت کے قبول کرنے کی جراٴت نہوئی لیکن نوجوان علیؑ نے اُٹھ کر اور للکار کر کہا کہ اے نبی مین تمھاری نیابت اور وزارت کو بسر و چشم حاضر ہون یہ سُن کر محمد (صلعم) نے اپنا ہاتھ علیؑ کے گلے مین ڈال کر اپنے سینے سے لگایا اور بآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی اور میرے وزیر کو دیکھو چنانچہ محمد (صلعم) نے اپنے کام کو اس طرح آغاز کر کے عام طور سے مکّے مین وعظ شروع کیا اور یوماً فیوماً اپنے معتقدین کی تعداد بڑھاتے گئے۔

اور مسٹر واشنگٹن ارونگ اپنی کتاب محمد اینڈ ہز سکسیسرس مین لکھتے ہین کہ

(حاصل ترجمہ)

محمد (صلعم) نے بنی ہاشم کی ایک جماعت کو مدعو کر کے جمع کیا اور بعد ضیافت کھڑے ہو کر باواز بلند فرمایا کہ اے بنی عبدالمطلب

جس خدا نے تم کو بہترین نعمتین عطا کی ہین اُسی کی جانب سے

مین دُنیا کی برکتین اور آئندہ کی بہتری لایا ہون پس تم مین سے

کون شخص میرا بھائی میرا جانشین اور میرا وزیر ہوگا - یہ سُنکر سب

ساکت رہے بعض تو تعجب کرتے تھے اور بعض بے اعتقادی سے

ہنستے تھے - آخرکار علی نے اپنی جوانانہ دلیری کے ساتھ عرض

کیا کہ اے پیغمبر مین اس خدمت کے لیے حاضر ہوں - محمد (صلعم)

نے اپنا ہاتھ علیؑ کی گردن مین ڈالا اور اُنکو اپنے سینے سے

لگا کر بآواز بلند فرمایا کہ میرے بھائی میرے وزیر اور میرے

جانشین کو دیکھو اور اُنکی بات سُنکر اطاعت کرو - نوجوان علیؑ کی جرأت پر

قریشیون نے ایک حقارت آمیز قہقہہ لگایا اور اس کم سن

خلیفہ کے باپ ابوطالب کو اپنے بیٹے کے آگے جُھکنے اور

اُس کی فرمانبرداری کرنے پر ملامت کی (انتہی)

اس روایت صحیحہ مین یہ امر بھی خاص طور سے لحاظ کے قابل ہے کہ

رسول مقبول نے الفاظ "وصیي وخلیفتي" کے ساتھ جو "اخي" کا لفظ

ارشاد فرمایا ہے اُس سے رشتے کا بھائی مراد نہین ہے بلکہ ہمسر و ہمنشین یعنے

شریک منزلت مراد ہے چنانچہ روایات مواخاۃ مصرحہ ذیل اسکی شاہد ہین -

مثلاً ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للقسطلانی مین ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما

وبین حمزۃ وزید بن حارثۃ رضی اللہ عنہما وبین

عثمان وعبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہما وبین الزبیر

وابن مسعود رضی اللہ عنہما وبین عبیدۃ بن الحارث

وبلال رضی اللہ عنہما وبین مصعب بن عمیر وسعد بن

ابی وقاص رضی اللہ عنہما وبین ابی عبیدۃ وسالم مولی

ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہما وبین سعید بن زید

وطلحۃ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہما وبین علی ونفسہ

صلعم۔ (یعنی) جناب رسالت مآب نے دو دو مہاجرون کے

آپس مین رشتۂ برادرانہ قائم کرکے حضرت ابوبکر وحضرت عمر کو

اور حضرت حمزہ وزید بن حارثہ کو اور حضرت عثمان وعبد الرحمن

بن عوف کو اور زبیر بن العوام وابن مسعود کو اور عبیدہ بن الحارث

وبلال کو اور مصعب بن عمیر وسعد بن ابی وقاص کو اور ابو عبیدہ و

سالم مولی ابی حذیفہ کو اور سعید بن زید وطلحہ بن عبید اللہ کو باہم

بھائی بھائی قرار دیا اور اپنی اخوت کا شرف آنحضرت نے

علیؑ بن ابیطالب کو عطا فرمایا۔

اور تاریخ ابو الفدا مین ہے کہ

اخی رسول اللہ (بالمدینۃ) فاتخذ علی بن ابیطالب

وابو عبیدة بن الجراح وسعد بن معاذ الانصاری

اخوین وعمر بن الخطاب وعتبان بن مالک الانصاری

اخوین وعبد الرحمن بن عوف وسعد بن الربیع الانصاری

اخوین وعثمان بن عفان واوس بن ثابت الانصاری

اخوین وطلحة بن عبید اللہ وکعب بن مالک الانصاری

اخوین وسعید بن زید وابی بن کعب الانصاری اخوین

(یعنی) جناب رسالت مآب نے مابین مہاجرین وانصار (دو دو آدمیوں

میں) رشتۂ برادرانہ قائم فرمایا تو حضرت علیؑ کو اپنا بھائی قرار دیا

نیز حسب ہدایت نبوی حضرت ابوبکر خارجہ بن زید انصاری کے

بھائی اور ابو عبیدہ بن الجراح سعد بن معاذ انصاری کے بھائی

اور حضرت عمر بن الخطاب عتبان بن مالک انصاری کے بھائی اور

عبد الرحمن بن عوف سعد بن ربیع انصاری کے بھائی اور

حضرت عثمان بن عفان اوس بن ثابت انصاری کے بھائی

اور طلحہ بن عبید اللہ کعب بن مالک انصاری کے بھائی اور

سعید بن زید ابی بن کعب انصاری کے بھائی قرار پائے۔

اور استیعاب ابن عبد البر میں ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین ثم اخی بین المہاجرین

والانصار وقال فی کل واحدة منہما لعلی انت اخی

فی الدنیا والاخرۃ واخی بینہ وبین نفسہ (یعنے)

رسول مقبول نے (بمقام مکہ) مہاجرین مین مواخاۃ فرمائی نیز

(مدینے مین) مابین مہاجرین وانصار رشتۂ اخوت قائم فرمایا اور

دونون موقعون پر آنحضرت نے اپنا بھائی علی بن ابیطالب کو

قرار دے کر ارشاد کیا کہ تم میرے بھائی ہو دُنیا مین بھی اور آخرت مین بھی۔

اور کتاب المناقب ابوالحسن المغازلی[1] الجلابی وکتاب المناقب احمد بن حنبل مین

حذیفہ بن الیمان سے مروی ہے کہ

اخی رسول اللہ صلعم بین المہاجرین والانصار وکان

یواخی بین الرجل ونظیرہ ثم اخذ بید علی بن ابیطالب

وقال ھذا اخی۔ قال حذیفۃ فرسول اللہ سید المرسلین

وامام المتقین الذی لیس لہ شبہ ولا نظیر وعلی اخوہ

(یعنی) جناب رسول خدا نے مہاجرین وانصار مین عقد مواخاۃ منعقد فرمایا

اور ہر مہاجر کو ایک ایسے انصاری کا بھائی بنایا جو اوس کا نظیر ہو

بعد ازان علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ یہ میرا بھائی ہے۔ حذیفہ کہتے ہین

---

[1] صواعق محرقہ مین ہے کہ اخرج ابو الحسن المغازلی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ الخ اور

کتاب الانساب سمعانی مین ہے الجلابی بضم الجیم وتشدید لام ۔۔۔ والمشہور بہذہ النسبۃ

ابو الحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اھل واسط العراق

کان فاضلاً عارفاً برجال واسط وحدیثھم وکان حریصاً علی سماع الحدیث وطلبہ۔

کہ پس رسول اللہ سید المرسلین و امام المتقین ہین جن کا مثل و نظیر نہین
اور علی اُن کے بھائی ہین۔

سبحان اللہ کیا رفیع شان ہے علیؑ ابن ابیطالب کی کہ رسولؐ مقبول نے ہر مہاجر کو کسی نہ کسی انصاری کا بھائی قرار دیا لیکن اپنا اور علیؑ کا بھائی کسی انصاری کو بنایا بلکہ بمضمون "تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری" علی ہی کو اپنا بھائی بنایا اور خود ہی اونکے بھائی بنے۔ پس اس سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ علیؑ کے سوا رسول کا اور رسول کے سوا علیؑ کا کوئی نظیر نہ تھا۔

الغرض یہ تمام شواہد اس بات پر صریحاً دلالت کرتے ہین کہ رسول اللہ نے دعوت بالاعلان کے موقع پر جو تقریر فرمائی اوسکے فقرہ "فایکم یوازرنی علی ھذا الامر ویکون اخی ووصیی وخلیفتی فیکم" مین لفظ اخی کا صحیح مفہوم ہمسر و ہمنشین و مثیل و ردیف ہے (انتہی)

اب مین مناسب سمجھ کر مثالاً چند تائیدی روایتین حضرت علیؑ کے وصی اور خلیفہ ہونے کی بھی درج ذیل کرتا ہوں۔

تاریخ کبیر ابن جریر اور تاریخ کامل ابن اثیر جزری میں ہے کہ جب امام حسینؑ نے معرکۂ کربلا مین خطبہ ارشاد کیا تو اوس مین یہ بھی فرمایا کہ

الست ابن بنت نبیکم و ابن وصیہ (یعنی) کیا مین تمہارے نبی کی دختر کا فرزند اور تمہارے نبی کے وصی کا بیٹا نہین ہون

اور کتاب کنز الحقائق ...

قال رسول الله صلے اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وعلی وصیی ووارثی (یعنی) ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علی میرا وصی دوارث ہے۔

نیز معجم محی السنہ بغوی مین بریدہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکل نبی وصی ووارث وان علیاوصیی ووارثی (یعنی) فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور تحقیق علیؑ میرا وصی اور وارث ہے۔

اور کتاب المناقب احمد بن حنبل مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ

قلنا لسلمان الفارسی سل رسول اللہ صلعم من وصیہ فسأل سلمان یارسول اللہ من وصیك قال من کان وصی موسی بن عمران قال یوشع بن نون فقال ان وصیی ووارثی ومنجز وعدی علی بن ابیطالب (یعنی انس بن مالک کہتے ہین کہ) ہم نے سلمان فارسی سے کہا کہ رسولؐ اللہ سے پوچھو کہ اون کا وصی کون ہے پس سلمان نے دریافت کیا کہ یارسولؐ اللہ آپ کا وصی کون ہے آنحضرت نے فرمایا کہ موسیٰؑ کا وصی کون تھا سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون۔ حضور نے ارشاد کیا کہ میرا وصی اور وارث اور میرے وعدون کا وفا کرنے والا علیؑ بن ابیطالب ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی مین سلمان فارسی سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم ان وصیی وموضع سری وخیر من

اترك بعدی علی بن ابیطالب (یعنی) فرمایا جناب رسول خدا نے

کہ تحقیق میرا وصی اور میرا رازدار اور میرا بہترین پسماندگان علی ابن ابیطالب ہیں

نیز معجم کبیر طبرانی مین ابوایوب انصاری سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم (لفاطمۃ) اما علمت ان اللہ عزوجل

اطلع علی اھل الارض فاختار منھم اباك فبعثہ نبیا ثم اطلع

الثانیہ فاختار بعلك فاوحی الی فانکحتہ واتخذتہ

وصیا (یعنی) جناب رسالت مآب نے حضرت فاطمہ سے فرمایا کیا

تم نے نہین جانا کہ تحقیق اللہ تعالی نے اہل زمین پر مطلع ہوکر

اُن مین سے تمھارے باپ کو برگزیدہ کیا اور اپنا نبی مقرر فرمایا

بعدازان علیؑ کو برگزیدہ کرکے مجھپر وحی فرمائی چنانچہ مین نے

تمھارا نکاح علیؑ سے کردیا اور اُنکو اپنا وصی اختیار کیا۔

اور روضۃ الاحباب مین ام المومنین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

تحقیق ما شنیدہ ایم از پیغمبر صلعم کہ می فرمود علی خلیفتی علیکم فی حیاتی

وبعد مماتی فمن عصاہ فقد عصانی" (یعنی) تحقیق ہم نے جناب

رسالت مآب کو یہ فرماتے ہوے سُنا ہے کہ علیؑ ابن ابیطالب میری

حیات مین اور میرے بعد تم پر میرا خلیفہ ہے جس نے اُسکی نافرمانی کی

اوس نے میری نافرمانی کی۔

اور مسند الفردوس حافظ شہردار ہمدانی دیلمی مین سلمان فارسی سے مروی ہو کہ

قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم خلقت انا و علی من نور واحد قبل ان یخلق آدم باربعۃ الاف عام ففی النبوۃ وفی علی الخلافۃ (یعنی فرمایا جناب رسول خدا نے کہ حضرت آدم کی پیدایش سے چار ہزار سال پہلے مین اور علیؑ ایک نور سے پیدا کیا گیا پس مجھ مین منصب نبوت ودیعت فرمایا گیا اور علیؑ مین منصبِ خلافت۔

تبصرہ

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی تفہیمات آلہیہ مین فرماتے ہین کہ لابد لکل نبی من وصی وکنہ الوصایۃ عندنا حکمۃ ثم قرب ملکوتی ثم تحمل بشرائع النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلومہ وتکفل لامتہ بالدعاء ومنصبہ ان یکون خازن علم النبی فی الامۃ وحامل وحیہ (یعنی) ہر نبی کے لیے وصی کا ہونا ضروری ہے اور وصایت کی حقیقت ہمارے نزدیک حکمت اور قرب ملکوتی اور تحمل ہے شرع نبیؐ اور علوم نبیؐ کا اور تکفل ہے اُمت نبی کا دعا کے ساتھ اور منصب وصی کا یہ ہے کہ اُمت مین نبیؐ کے علم کا خزانہ دار اور اوسکی وحی کا حامل ہو۔ (انتہی)

مخفی نہ رہے کہ جو واقعہ دعوت بالاعلان کا تحت تفسیر آیۂ وانذر عشیرتک الاقربین، سابقاً مذکور ہوا ہے (یعنی جناب رسالت مآب کا مجمع بنی عبدالمطلب میں حضرت علیؑ کو اپنا وصی اور خلیفہ قرار دے کر ان کی اطاعت کا حکم دینا) اس سے دو قدرتی غرضوں کا انکشاف ہوتا ہے۔

اوّل یہ کہ جب رسول مقبول نے دعوت سریہ کی بنا پر ایوان اسلام تعمیر فرمانا چاہا تو سنگ بنیاد علی بن ابیطالب ہی نے اپنی سبقت[1] اسلامی کے ہاتھوں سے رکھا اور جب دعوت جہریہ کے موقع پر وہ ایوان تیار ہوگیا تو اُس کا افتتاح بھی علیؑ ہی کی وزارت سے ہوا۔

دوم یہ کہ امر تبلیغ میں حضرت علی اُسی طرح جناب رسالتماب کے قوت بازو قرار پائے اور شریکِ امر تبلیغ ہوئے جس طرح حضرت ہارون جناب موسیٰؑ کے قوتِ بازو اور شریکِ امر تبلیغ قرار پائے تھے چنانچہ رسول مقبول کا یہ ارشاد کہ "اے علیؑ تم میرے لیے اُسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے" اس کا شاہد عادل ہے۔

---

[1] حلیۃ الاولیاء ابونعیم میں ابولیلے سے اور تفسیر ابن ابی حاتم و تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی میں تحت تفسیر آیہ والسابقون السابقون عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ قال نزلت فی حزقیل مومن آل فرعون وحبیب النجار الذی ذکر فی یٰس وعلی بن ابیطالب وکل رجل منهم سابق امته وعلی افضلهم اور تاریخ صغیر بخاری میں عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم الصدیقون ثلاثۃ حزقیل مؤمن آل فرعون وحبیب النجار صاحب آل یٰس وعلی بن ابیطالب۔

کمال استعجاب ہونا چاہیے اُن اصحاب عصبیت مآب سے جو بمقتضائے

تنگ نظری و تعصب پروری منزلت مرتضویہ کو عموم منزلت ہارونیہ سے خارج کرنے

کے لیے مخص الوقت بتاتے ہین اور کہتے ہین کہ پیغمبر خدا نے محض غزم تبوک کے

موقع پر حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ کر کے کہا تھا کہ "انت منی بمنزلۃ ہارون من

موسی" حالانکہ اکثر شواہد ساطعہ کی روشنی مین اس مفتریانہ ملمع سازی کی قلعی

کھُل جاتی ہے چنانچہ منجملہ اُن شواہد کے چند اس موقع پر پیش کیے جاتے ہین۔

اوّل یہ کہ جس طرح حضرت موسی علیہ السلام نے حکم الٰہی "اذھب الی فرعون

انہ طغی" کے صادر ہونے پر خدا سے دعا کی تھی کہ

رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ

من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون

اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری[1] کے نسبحک کثیرا

ونذکرک کثیرا (یعنی" اے رب کریم میرے سینے کو وسیع کردے میرے

کام کو آسان کر میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات

سمجھین اور میرے لیے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اُس سے

میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اُسکو میرے کام مین شریک فرما تاکہ

ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین"

---

[1] قرآن مجید میں اسی قصے کے متعلق وارد ہوا ہے کہ فارسلہ معی ردأ یصدقنی (یعنی خدایا ہارون کو

اسی طرح جناب رسالتماب نے بھی ایک موقع پر (جس کا ذکر انشاء اللہ آئندہ ہوگا) بارگاہ ایزدی میں حضرت علیؑ کے لیے منزلت ہارونیہ کی مسئلت فرمائی ہے چنانچہ تفسیر درمنثور سیوطی میں بروایت خطیب وابن مردویہ وابن عساکر اسماء بنت عمیس سے مروی ہے کہ

رأیت رسول اللہ صلعم باذاء ثبیر وھو یقول اللھم انی اسئلک بما سئلک اخی موسیٰ ان تشرح لی صدری وان تیسر لی امری وان تحل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کے نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا (یعنی اسماء بنت عمیس کہتی ہین کہ) مین نے کوہ ثبیر کے محاذی جناب رسول خدا کو یہ فرماتے ہوے سُنا کہ خداوندا جو دعا تجھ سے اخی موسیٰ نے کی تھی وہی مین بھی کرتا ہون خداوندا میرے سینے کو وسیع کر میرے کام کو آسان فرما میری زبان کی گرہ کھولدے تاکہ لوگ میری بات سمجھین اور میرے لیے میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو میرا وزیر بنا اُس سے میری کمر مضبوط کر اور اُسکو میرے کام مین شریک کر تاکہ ہم دونون ملکر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین مشغول رہین۔

نیز امام المحدثین احمد بن حنبل نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے کہ

اخی موسی اللھم اجعل لی وزیرا من اھلی اخی علیا

اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کے نسبحک کثیرا

ونذکرک کثیرا انک کنت بنا بصیرا (یعنی اسما بنت عمیس کہتی ہین

کہ) مین نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوے سُنا کہ خداوندا جس طرح اخی موسی نے تجھ سے سوال کیا

تھا اُسی طرح مین بھی کرتا ہون کہ میرے اہل سے میرے بھائی علیؑ کو

میرا وزیر بنا اوس سے میری ڈھارس باندھ اور اُسکو میرے کار تبلیغ

مین شریک کر تاکہ ہم دونون مل کر کثرت سے تیری یاد اور تسبیح مین

مشغول رہین بتحقیق تو ہمارے حال کا دیکھنے والا ہے۔

اور کتاب ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین اسما بنت عمیس سے مروی ہے کہ

قالت ھبط جبریل علیہ السلام علی النبی صلے اللہ علیہ وسلم

فقال یا محمد ان ربک یقرئک السلام ویقول لک علی

منک بمنزلۃ ھارون من موسی (یعنی) حضرت جبریل نے

نازل ہوکر جناب رسول خداؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پروردگار عالم نے

تم کو تحفۂ سلام بھیجا ہے اور یہ خوشخبری دی ہے کہ علیؑ تمھارے لیے

اوسی منزلت پر ہین جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

دوم یہ کہ جناب رسول مقبول نے حدیث منزلت کو مختلف مواقع پر تذکیراً و تنبیہاً

قال رسول اللہ صلعم یا ام سلمۃ هذا علی بن ابیطالب لحمہ من لحمی ودمہ من دمی وهو منی بمنزلۃ هارون من موسی (یعنی)

فرمایا جناب رسول خدا نے کہ اے ام سلمہ یہ علیؑ ابن ابیطالب ہے اس کا گوشت میرا گوشت اور اس کا خون میرا خون ہے اور یہ میرے لیے اُسی منزلت پر ہے جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

نیز جمع الجوامع سیوطی میں بحوالہ مستدرک حاکم حضرت عمر سے مروی ہے کہ

کنت انا وابو بکر وابو عبیدۃ وجماعۃ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والنبی صلی اللہ علیہ وسلم متکئی علی علی بن ابیطالب حتی ضرب بیدہ علی منکبہ ثم قال انت یا علی اول المومنین ایمانا واولہم اسلاما ثم قال انت منی بمنزلۃ هارون من موسی (یعنی حضرت عمر فرماتے ہیں کہ) ایک روز میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ابوبکر وابوعبیدہ ودیگر اصحاب رسولؐ بھی وہاں موجود تھے اور جناب رسول مقبول علیؑ پر تکیہ کیے ہوئے تشریف رکھتے تھے تا اینکہ آنحضرت نے علیؑ کے بازو پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اے علیؑ تم ایمان واسلام لانے میں کل مومنین سے اول ہو اور اے علیؑ تم میرے لیے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے۔

سوم یہ کہ جناب رسول خدا نے حدیث منزلت کو عقد مواخاۃ کے موقع پر ارشاد فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد حنبل میں زید بن ابی اوفی سے مروی ہے کہ

لما اخی النبی صلعم بین اصحابہ قال علی لقد ذهب روحی وانقطع

ظهری حین رأیتک یارسول الله فعلت باصحابک ما فعلت غیری

فقال رسول الله صلعم والذی بعثنی بالحق ما اخرتک الا لنفسی

وانت منی بمنزلة هارون من موسیٰ وانت اخی ووارثی

(یعنی) جب رسول اللہ صلعم نے درمیان اپنے اصحاب کے عقد مواخاۃ

منعقد فرمایا تو حضرت علیؑ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ دیکھ کر میری

جان پر بن گئی اور میری قوت زائل ہوگئی کہ آپ نے میرے سوا

دیگر اصحاب کے آپس میں عقد مواخاۃ منعقد فرمایا پس آنحضرت نے

ارشاد کیا کہ قسم ہے اُس خدا کی جس نے مجھ کو مبعوث برسالت فرمایا

میں نے تم کو اپنے لیے باقی رکھا کیونکہ تم میرے لیے اوسی منزلت پر ہو

جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے اور تم میرے بھائی اور وارث ہو

چہارم یہ کہ حضرت رسالت نے حدیث منزلت کو عزم تبوک کے موقع پر ارشاد کیا ہے

مثلاً نسائی نے کتاب الخصائص میں سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ

خرج رسول الله صلعم فی غزوة تبوك وخلف علیا فقال

تخلفنی فقال اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ

الا انه لا نبی بعدی (یعنی) جب رسول اللہ غزوہ تبوک کو جانے لگے

تو آپ نے حضرت علیؑ کو مدینے میں چھوڑا۔ حضرت علیؑ نے عرض کیا

کہ یارسول اللہ آپ مجھے یہیں چھوڑ جائینگے آنحضرت نے فرمایا کہ

کیا تم اس بات سے راضی نہین کہ میرے لیے اُدہی منزلت پر ہو جس

منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے بجز اسکے کہ میرے[1] بعد کوئی نبی

نہیں ہے۔

پنجم یہ کہ جناب سرور کائنات نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوے

بمقام غدیر خم حدیث منزلت کو ارشاد فرمایا ہے چنانچہ وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ

لما رجع النبی من مکۃ عام حجۃ الوداع ووصل الی ھذا المقام

(غدیر خم) قال علی منی کھارون من موسی (یعنی) جب رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع کے بعد مکے سے واپس ہوے اور

بمقام غدیر خم پہونچے تو ارشاد کیا کہ علیؑ میرے لیے اُوسی منزلت پر ہین

جس منزلت پر موسیٰ کے لیے ہارون تھے۔

ششم یہ کہ جناب رسولؐ خدا نے بیوتِ مسجد کی خصوصیت مین اپنی ذات بابرکات

کو حضرت موسیٰؑ سے اور حضرت علیؑ کو حضرت ہارون سے تشبیہ دی ہے چنانچہ تفسیر

درمنثور سیوطی مین ابو رافع سے مروی ہے کہ

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم خطب فقال ان اللہ امر موسیٰ و

---

[1] حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین فرماتے ہین کہ فیہ تشبیہ بھم بینہ بقولہ الا

انہ لا نبی بعدی فعرف ان الاتصال المذکور بینھما لیس من جھۃ النبوۃ بل من جھۃ

ما دونھا وھو الخلافۃ ۔ اور کفایۃ الطالب محمد بن یوسف الکنجی الشافعی میں ہے کہ وقال الحاکم

جنب ولا یقربن فیه النساء الا ھارون وذریتہ ولا یحل لاحد

ان یقرب النساء فی مسجدی ھذا ولا یبیت فیہ جنب الا علی و

ذریتہ (یعنی) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

حکم دیا موسیٰ اور ہارون کو کہ اپنی قوم کے لیے مکانات بنواوین نیز یہ

حکم دیا کہ اون کی مسجد مین سوا اون کے اور اون کی ذریت سے

اور کوئی جنب شخص نہ رہے نہ عورتون سے قربت کرے۔ پس

اوسی طرح میری اس مسجد مین بھی سوا میرے اور علیؑ اور علیؑ کی

ذریت کے نہ کسی کو بحالت جنابت رہنا درست ہے نہ عورتوں سے

قریب ہونا۔

اور جذب القلوب الی دیار المحبوب محدث دہلوی مین ہے کہ

آنحضرت بمنبر رفت و حمد و ثناے مولی گفت و گفت حق سبحانہ و تعالیٰ

وحی فرستاد بر موسیٰ علیہ السلام کہ مسجدے بنا کن موصوف

بصفت طہارت، و ساکن نشود کسے در وے جز تو و ہارون و

پسران ہارون شبر و شبیر و ہمچنین وحی کرد بر من کہ مسجدے سازم

طاہر کہ ساکن نشود در وے جز من و علی و پسران او حسن و حسین

(یعنی) آنحضرت منبر پر تشریف لیگئے اور حمد و ثناے مولیٰ کے

اور ہارون اور پسران ہارون شبر و شبیر کے اور کوئی نہ رہے
اور اوسی طرح وحی بھیجی مجھپر کہ ایک مسجد طاہر بناکرون جسمین
سوا میرے اور علیؑ اور پسرانِ علیؑ حسنؑ و حسینؑ کے اور کوئی نہ رہے۔

ہفتم یہ کہ حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ کا پورا ثبوت پاکر بعض صحابہ نے
استعظاماً حدیث موصوف کی تحقیق فرمائی ہے چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ

عن سعید بن المسیب عن عامر بن سعد بن ابی وقاص
عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلعم لعلی انت منی بمنزلۃ
ھارون من موسی الا انہ لا نبی بعدی قال سعید
فاحببت ان اشافھہ بھا سعدا فلقیت سعدا فحدثتہ
بما حدثنی بہ عامر فقال انا سمعتہ قلت انت
سمعتہ قال فوضع اصبعیہ علی اذنیہ فقال نعم
والا فاستکتا۔ (یعنی) سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ
عامر بن سعد نے اپنے باپ سعد بن ابی وقاصؓ کی زبانی
روایت کیا کہ جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ تم
میرے لیے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰؑ کے لیے ہارون تھے

---

۵۱ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم تمین سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے لیکن جناب شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

[illegible] کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے [illegible] چاہا کہ

خود سعد سے مل کر بالمشافہہ اس حدیث کی تصدیق کرون چنانچہ

مین نے سعد سے مل کر دریافت کیا تو اونھون نے کہا کہ ہان مین نے

اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے۔ مین نے مکرر پوچھا کہ کیا

تم نے واقعی سُنا ہے سعد نے اپنے کانون پر اُنگلیان رکھ کر کہا

کہ بلاشبہہ مین نے سُنا ہے ورنہ یہ دونون کان بہرے ہوجائین۔

ہشتم۔ یہ کہ اروی بنت الحارث نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق کر کے اُس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ تاریخ ابو الفداء اور تاریخ ابن شحنہ مین ہے کہ

دخلت علیہ (ای معاویۃ بن ابی سفیان) اروی بنت الحارث بن عبد المطلب فقال لھا مرحبا بك یا خالۃ کیف حالك فقالت بخیر یا ابن اختی لقد کفرت النعمۃ واسأت لابن عمك الصحبۃ وتسمیت بغیر اسمك واخذت غیر حقك وکنا اھل البیت اعظم الناس فی ھذا الدین بلاءً حتی قبض اللہ نبیہ مشکورا سعیہ مرفوعا منزلتہ فوثبت علینا بعدہ بنو تیم وعدی وامیۃ فابتزونا حقنا ولیتم علینا فکنا فیکم بمنزلۃ بنی اسرائیل فی آل فرعون وکان علی بن ابیطالب

[illegible]

(یعنی) اروی بنت حارث پیغمبر خدا کی چچازاد بہن کا گزر معاویہ کی

طرف ہوا جو اُسوقت حاکم تھے تو اُنھین دیکھ کر معاویہ نے کہا کہ

اے خالہ آپ کا کیا حال ہے اُنھون نے فرمایا کہ اے بھانجے

اچھی ہون - بیشک تو نے کفران نعمت کیا اور اپنے ابن عم کے ساتھ

بُرے سلوک سے پیش آیا اور تو نے اپنا وہ نام رکھا جس کے

قابل نہ تھا اور جو تیرا حق نہ تھا اُسکو تو نے ہم سے چھین لیا اور

ہم اہلبیت رسالت اس دین مین ابتلاءً اعظم الناس رہے

حتیٰ کہ رسول اللہ نے وفات پائی (جنکی سعی مشکور اور منزلت

رفیع تھی) پس آنحضرت کے بعد بنی تیم و بنی عدی و بنی امیہ

ہم پر ٹوٹ پڑے اور ہمارا حق اُڑا لیگئے اور بالآخر تم لوگ

حکمران بن گئے حالانکہ ہم تم لوگون مین ایسے تھے جیسے بنی اسرائیل اہل

قوم فرعون مین اور بعد نبی صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علیؑ بمنزلہ

ہارون کے تھے موسیٰ سے -

نہم یہ کہ جناب سیدہ فاطمہ نے حدیث منزلت پر عموم منزلت ہارونیہ کا اطلاق کر کے

اوس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ اسنی المطالب شمس الدین جزری صاحب حصن حصین

مین ہے کہ

عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ورضی عنہا

غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و قولہ صلے اللہ علیہ وسلم

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ (یعنی) حضرت فاطمہ

بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ فرمایا

اونھون نے اے قوم آیا تم بھول گئے رسول اللہ صلعم کا بروز

غدیر خم یہ فرمانا کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور آنحضرت کا

یہ ارشاد کہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔

دہم یہ کہ خود بعض طرق حدیث منزلت سے عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت بعد النبی کا ثبوت اظہر من الشمس ہے چنانچہ امام المحدثین نسائی نے کتاب الخصائص کی ایک حدیث مین عمر بن میمون سے روایت کیا ہے کہ

فقال (رسول اللہ صلعم) اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ

ھارون من موسیٰ ثم قال انت خلیفتی یعنی فی کل مومن

(یعنی) رسول اللہ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ آیا تم رضامند نہیں ہو

کہ میرے لیے اوسی منزلت پر ہو جس منزلت پر موسیٰ کے لیے

ہارون تھے۔ پھر ارشاد کیا کہ تم میرے خلیفہ ہو یعنی میرے بعد

کل مومنین مین میرے خلیفہ ہو۔

یازدہم یہ کہ حسب افادہ بعض علماے کرام بھی حدیث منزلت سے علی کی عموم منزلت ہارونیہ اور خلافت متصلہ کا ثبوت ہوتا ہے چنانچہ ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مین بسلسلہ شرح حدیث موصوف فرماتے ہین کہ

فیہ ایماء الی انہ لوکان بعدہ نبی لکان علیاً (یعنی) حدیث

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ مین یہ اشارہ ہے کہ اگر

جناب رسولؐ خدا کے بعد کوئی نبی ہوتا تو علی ہوتے۔

غرضکہ ان تمام شواہد بینہ سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ جناب پیغمبر خدا نے حضرت علیؑ کی منزلت ہارونیہ کے لیے دعا فرمائی اور حضرت علیؑ کو جناب رسول مقبول کے ساتھ بالعموم وہی منزلت حاصل تھی جو حضرت ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ حاصل تھی نیز حضرت علی کار تبلیغ مین اوسی طرح جناب رسالتماب کے شریک وسہیم تھے جس طرح حضرت ہارون کار تبلیغ میں حضرت موسیٰ کے شریک وسہیم تھے یہی وجہ ہے کہ تبلیغ آیات سورہ برات کا شرف حضرت علیؑ ہی کو ملا اور جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا کہ میری جانب سے تبلیغ رسالت سوا میرے اور علیؑ کے کوئی نہین کر سکتا چنانچہ خصائص نسائی میں حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا یؤدی عنی الا انا و علی (یعنی) فرمایا رسولؐ مقبول نے کہ میری جانب سے کار تبلیغ کو سوا میرے اور علیؑ کے کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

نیز جامع ترمذی اور مسند احمد حنبل میں حبشی بن جنادہ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا یؤدی عنی الا انا و علی (یعنی) فرمایا سرور کائنات نے کہ کار تبلیغ کو میری جانب سے سوا میرے یا علیؑ کے کوئی ادا نہیں کرسکتا۔

اوا نہ کر سکا تو تمامی آیات اور احکام قرآنیہ کی تبلیغ ادا کرنے کا خدا داد منصب
سوا علیؑ کے کس کو ہو سکتا ہے جسکے حق میں سرور کائنات نے علیؑ مع القرآن والقرآن
مع علی ارشاد کیا اور جسکو خدا نے ازل ہی سے اپنے رسول کی مدد اور نصرت کے لیے
مخصوص و معین فرمایا جیسا کہ اکثر احادیث میں وارد ہوا ہے مثلاً تفسیر درمنثور سیوطی
میں ہے کہ

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
لما عرج بی رأیت علی ساق العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ
محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) انس بن مالک سے
مروی ہے کہ فرمایا جناب رسالتماب نے جب مجھکو معراج ہوئی
تو مین نے ساق عرش پر لکھا ہوا دیکھا کہ لا الہ الا اللہ محمد
رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) سوا خدا کے کوئی معبود نہیں ہے
محمدؐ اوس کا رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسول کی مدد علیؑ سے
فرمائی۔

اور معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما اسری بی
الی السماء دخلت الجنۃ فرأیت فی ساق العرش

مکتوب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی

ونصرتہ بعلی (یعنی) ابو الحمراء سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے

فرمایا جب مجھے (شب معراج مین) آسمانون کی سیر کرائی گئی اور

مین جنت مین داخل ہوا تو ساق عرش کے داہنے جانب مین نے

لکھا ہوا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی

ونصرتہ بعلی (یعنی) نہین کوئی معبود سوا خدا کے۔ محمد اوس کا

رسول ہے۔ خدا نے اپنے رسولؐ کی مدد اور نصرت علیؑ سے فرمائی

اور شفا[1] قاضی عیاض مین ہے کہ

عن ابی الحمراء قال قال رسول اللہ صلعم لما

اسری بی الی السماء اذا علی العرش مکتوب لا الٰہ الا اللہ

محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) ابو الحمراء سے مروی ہے

کہ فرمایا جناب رسالت مآب نے جب شب معراج مین مجھے

آسمانون کی سیر کرائی گئی تو مین نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی (یعنی) نہین ہے

---

[1] کشف الظنون مین ہے کہ شفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ للامام الحافظ ابی الفضل عیاض بن موسی القاضی وھو کتاب عظیم کثیر الفائدۃ لم یؤلف مثلہ فی الاسلام شکر اللہ سبحانہ وتعالی سعی مولفہ - اور وفیات الاعیان ابن خلکان مین ہے کہ القاضی ابو الفضل بن موسی کان اماما ... فی الحدیث و علومہ و صنف التصانیف المفیدۃ

رسول کی مدد علیؑ سے کی۔

زہے شانِ مکانِ حیدر داوج دربائش   کہ بر عرش خدائے لم یزل مکتوب شد نامش

تعالی اللہ کیا عالی منزلت ہے وہ وصی نبی جس کے نام کو علی اعلےٰ عرش بریں پر اپنے حبیب کے نام سے ہمدوش فرما کر اوسکی ذات بابرکات کو آیہ مباہلہ مین نفس[1] نبی قرار دے اور کیا گرامی مرتبت ہے وہ خدا کا ولی جسکو سردار انبیا علیہ التحیۃ والثنا "علی کنفسی"[2] کا تمغہ دے کر اوسکے حق مین یہ دعا فرمائے کہ اللّٰھم ادار الحق معہ حیث دار[3] (یعنی) خداوندا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے اس فقرۂ دعائیہ مین یہ نہین فرمایا کہ خدایا پھیر دے علیؑ کو حق کے ساتھ جس طرف حق پھرے بلکہ یہ فرمایا کہ خدایا پھیر دے حق کو علیؑ کے ساتھ جس طرف علیؑ پھرے یعنی خود حق علیؑ کا تابع رہے اور یہ حدیث حضرت علیؑ کے معصوم ہونے کی بین دلیل ہے کیونکہ خدا کا رسول کسی جائز الخطا شخص کے لیے ہرگز یہ نہ فرمائے گا کہ حق اوسکا تابع رہے بلکہ اونھین حضرات کے باب مین ارشاد کرے گا جن کی معصومیت کا اعلان من جانب اللہ بذریعہ آیہ انما یرید اللہ

---

[1] حاکم نے مستدرک مین بسند صحیح روایت کی ہے کہ قال جابر انفسنا رسول اللہ وعلی وابنائنا الحسن والحسین ونسأنا فاطمۃ (یعنی) آیہ مذکورہ مین انفسنا سے رسولؐ خدا اور علی مرتضیٰؑ مراد ہین اور ابنائنا سے حسن وحسین اور نسائنا سے فاطمہ مراد ہیں صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔ [2] خصائص نسائی۔ [3] اس حدیث کو

لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا نازل فرمایا گیا چنانچہ مسند احمد حنبل و تفسیر ابن جریر و معجم کبیر طبرانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ النبی صلعم و علی و فاطمۃ وحسن و حسین رضی اللہ عنھم (یعنی) یہ آیۂ تطہیر پانچ بزرگان دین جناب رسول خدا[1] اور علیؑ[2] اور فاطمہؑ[3] اور حسنؑ[4] اور حسینؑ[5] سلام اللہ علیہم کی شان مین نازل ہوا ہے۔

اور تفسیر فتح القدیر شوکانی مین ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

ان اہل البیت المذکورین فی الآیۃ ھم علی و فاطمۃ و الحسن والحسین خاصۃ (یعنی) آیۂ تطہیر مین جن اہلبیت کا ذکر ہے وہ مختصۃً علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ ہین۔

اور صواعق محرقہ مین بروایت ابن جریر مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم انزلت ھذہ الآیۃ فی خمسۃ فیّ و فی علیؑ و الحسنؑ و الحسینؑ و فاطمۃؑ (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ آیۂ تطہیر پانچ شخصون یعنی میری اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور فاطمہؑ کی شان مین نازل ہوا ہے۔

کمال افسوس ہے کہ باوجود ان احادیث صحیحہ کے جو صریحاً اس بات پر نص ہین کہ آیۂ تطہیر مین اہلبیت سے مختصۃً جناب رسول خدا و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ مراد ہین اور آیۂ موصوفہ انھین حضرات کی شان مین نازل ہوا ہے ہمارے

برادرانِ اسلامی کا ایک گروہ اس ضد پر اُدھار کھائے ہوے ہے کہ آیۂ تطہیر مین

اہلبیت سے ازواجِ نبی مراد ہین اور آیۂ مذکورہ کا نزول اُنھین کے حق مین ہوا۔

مجھے اس موقع پر اپنے بھائیون سے مناظرہ منظور نہیں ہے البتہ بعض امور کے

متعلق حسب صراحت ذیل استفادہ کرنا چاہتا ہون۔

(امر اوّل) اللہ تعالیٰ نے اہلبیت کو جس پلیدی سے پاک کرنے کا ارادہ فرمایا اوس سے

ظاہری نجاست مراد ہے یا باطنی اگر ظاہری نجاست مراد ہے تو ایسی نجاست کو ہر

معمولی شخص صابون لگا کر دھو سکتا ہے۔ معاذ اللہ ارادۂ ایزدی کو اس کا فاعل

قرار دینا صرف حماقت ہی نہین بلکہ گناہِ عظیم ہے اور اگر اوس پلیدی سے باطنی نجاست

یعنی معصیت مراد ہے جسکو خدا نے اہلبیت سے دور کرنے کا ارادہ فرمایا تو اہلبیت کے

معصوم ہونے مین وہی شک کر سکتا ہے جو خدا کے کلام کو برحق نہ سمجھتا ہو۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ جو بزرگوار لفظ اہلبیت کا اطلاق ازواجِ نبی پر

کر کے آیہ تطہیر کا نزول اُنھین کی شان مین بیان کرتے ہین آیا ازواجِ نبی کو معصوم

بھی سمجھتے ہین یا نہین۔

(امر دوم) جامع ترمذی و مستدرک حاکم مین حضرت ام سلمہ سے مروی ہے کہ

قالت فی بیتی نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

اھل البیت ویطھرکم تطھیرا و فی البیت فاطمۃ و علی والحسن

والحسین فجللھم رسول اللہ صلعم بکساء کان علیہ ثم

قال اللهم هولاء اهلبيتی فاذهب عنهم الرجس وطهرهم

تطهیرا (یعنی) حضرت ام سلمہ کہتی ہیں کہ آیۂ انما یرید اللہ (الآیہ)

میرے گھر مین نازل ہوا اور وہان فاطمہؑ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ بھی

موجود تھے پس جناب رسالتمآب نے اُن کو اپنی چادر مین لے لیا

بعد ازان فرمایا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو

دور فرما اور انکو ایسا طاہر کردے جو حق طہارت ہے۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی مین بروایت خطیب ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت

لیطھرکم تطھیرا فی بیت ام سلمۃ فدعا النبی صلے اللہ

علیہ وسلم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فجللھم بکساء ثم

قال اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس و طھرھم

تطھیرا قالت ام سلمۃ وانا معھم یا نبی اللہ قال انت علے

مکانک وانک الی خیر (یعنی) آیہ تطہیر ام سلمہ کے گھر مین نازل ہوا

توجناب رسولؐ خدا نے علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو داخل کسا

فرماکر کہا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین ان سے پلیدی کو دور کردے

اور ان کو پاک کردے جیسا کہ پاکیزگی کا حق ہے حضرت ام سلمہؓ

نے عرض کیا کہ یارسولؐ اللہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہون

آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور تمہارا انجام بخیر ہے۔

اور معجم کبیر طبرانی و مسند احمد بن حنبل کی حدیث مین یہ الفاظ ہین کہ

قالت ام سلمة فرفعت الکساء لادخل معهم فجذبه من یدی

(یعنی ام سلمہ کہتی ہین کہ مین نے چادر اُٹھا کر چاہا کہ مین بھی اُن کے ساتھ شامل ہون تو آنحضرت نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر ابن مردویہ کی ایک حدیث مین ہے کہ

قلت یا رسول اللہ الست من اهل البیت قال انک من ازواج النبی وانک الی خیر (یعنی) حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ (جب رسول اللہ نے علی و فاطمہ و حسنین کو کسا مین داخل فرمایا تو مین نے کہا یا رسول اللہ کیا مین اہلبیت سے نہین ہون۔ آنحضرت نے ارشاد کیا کہ تو ازواج نبی سے ہے اور تیرا انجام بخیر ہے۔

پس کیا باعث ہے کہ وقت نزول آیۂ موصوفہ جناب رسالتمآب نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ ہی کو اپنے ساتھ داخل کسا کر کے فرمایا کہ اللھم ھؤلاء اھلبیتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا اور ازواج نبی مین سے کسی ایک کو بھی داخل کسا کیا نہ اون کی طہارت کاملہ کے لیے دعا فرمائی حتیٰ کہ حضرت ام سلمہ کی درخواست پر بھی اُن کو علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کے ساتھ داخل کسا ہونے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ پر رہو اور اُن کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی نیز جب اُنھوں نے کہا کہ کیا میں اہلبیت سے نہین ہون تو آنحضرت نے جواب دیا کہ تم ازواج نبی

سے ہو

(امر سوم) تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں ہے کہ جب آیۂ تطہیر نازل ہوا تو ازواج نبی نے آنحضرت سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم میں کوئی امر خیر نہیں ہے جس کا ذکر قرآن میں ہو پس یہ آیت نازل ہوئی کہ

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات والقٰنتین والقٰنتات والصٰدقین والصٰدقات والصٰبرین والصٰبرات والخٰشعین والخٰشعات والمتصدقین والمتصدقات والصائمین والصٰئمٰت والحافظین فروجھم والحٰفظٰت والذاکرین اللہ کثیرا والذاکرات اعد اللہ لھم مغفرۃ واجرا عظیما۔

نیز تفسیر بیضاوی مین ہے کہ

روی عن ازواج النبی علیہ الصلوۃ والسلام قلن یا رسول اللہ ذکر اللہ الرجال فی القرآن بخیر فما فینا خیر نذکر بہ فنزلت

ان المسلمین والمسلمات (الآیہ) یعنی ازواج نبی نے رسول مقبول سے کہا کہ یا رسول اللہ خدا نے قرآن مین مردون ہی کا ذکر خیر کیا ہے تو کیا ہم مین کوئی امر خیر نہین ہے جو ہمارا ذکر قرآن مین ہو تب یہ آیت (ان المسلمین والمسلمات) نازل ہوئی۔

پس اگر آیۂ تطہیر ازواج نبی کی شان مین نازل ہوا تھا تو انھون نے رسول اللہ

ایک دوسری آیت یون نازل ہوئی۔

(امر چہارم) جامع ترمذی و مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و معجم کبیر طبرانی وغیرہ مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ

ان رسول اللہ صلعم یمر بباب فاطمۃ ستۃ اشھر اذا خرج لصلوۃ الفجر یقول الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (یعنی بعد نزول آیہ تطہیر) چھ مہینے تک رسول مقبول کا یہ معمول رہا کہ جب نماز صبح کیلئے باہر نکلتے تو خانۂ جناب سیدہ کی جانب گزرتے ہوے فرماتے کہ الصلوۃ یا اھل البیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا (یعنی) نماز کا وقت ہے اے اہل بیت بہ تحقیق اللہ تعالی ارادہ کرتا ہے اے اہلبیت کہ تم سے پلیدی کو دور کرکے تم کو طہارت کاملہ عطا فرمائے۔

پس کیا وجہ ہے کہ جناب رسالت مآب نزول آیۂ تطہیر کے بعد برابر چھ مہینے تک بوقت صبح صرف درخانۂ جناب فاطمہ ؑ کی جانب گزرتے ہوے آیہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا کے ساتھ ندا فرماتے رہے اور جن ازواج نبی کے حق مین آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کیا جاتا ہے اُن مین سے کسی ایک کے گھر کی طرف ایک دن بھی تشریف لیجا کر آنحضرت نے اعلانا"

(امر پنجم) جب آیۂ مباہلہ نازل ہوا تو جناب رسالت مآب نے نصاریٰ اسے
بنی نجران سے فرمایا کہ جس باب مین تم ہمارا کہنا نہین مانتے آؤ ہم تم (اپنے اپنے
اہلبیت کو ساتھ لے کر) جھوٹون پر لعنت یعنی دعاے بد کرین چنانچہ صحیح مسلم و مشکوٰۃ
بلکہ جمیع کتب تفسیریہ و حدیثیہ مین سعد بن ابی وقاص و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

لما نزلت ھذہ الایۃ قل تعالوا ندع ابنأنا و ابناءکم
ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم (الایۃ) دعا رسول اللہ
صلعم علیا وفاطمۃ وحسنا وحسینا فقال اللھم ھولاء اھلبیتی
(یعنے) جب یہ آیت نازل ہوئی کہ آؤ ہم تم اپنے فرزندون اور
نساء اور نفوس کو لے کر درگاہ خدا مین جھوٹون کے لیے بد دعا کرین
تو جناب رسالت مآب علیؑ اور فاطمہؑ اور حسنؑ اور حسینؑ کو ساتھ لے کر
مباہلے کے لیے تشریف لیگئے اور درگاہ خدا مین عرض کی کہ خداوندا
یہ میرے اہلبیت ہین۔

پس کون سی وجہ ہے کہ جس طرح نزول آیۂ تطہیر کے موقع پر جناب رسول خدا نے
صرف علی و فاطمہ و حسن و حسینؑ ہی کو داخل کِسا فرما کر ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے
اہلبیت ہین اُوسی طرح مباہلے کے موقع پر بھی انھین حضرات کو ساتھ لے جا کر
ارشاد کیا کہ خداوندا یہ میرے اہلبیت ہین اور جن ازواج نبی پر ہمارے دوست
اہلبیت کا اطلاق فرماتے ہین اور جن کی شان مین آیۂ تطہیر کا نازل ہونا بیان کرتے

(امر ششم) مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم و مسند ابو یعلی و معجم کبیر طبرانی مین حضرت علی سے مروی ہے کہ

قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم النجوم امان لاھل السماء اذا ذھبت النجوم ذھبوا و اھلبیتی امان لاھل الارض فاذا ذھب اھلبیتی ذھب اھل الارض۔

(یعنے) فرمایا جناب رسول مقبول نے کہ ستارے اہل آسمان کے لیے امان ہین۔ جب ستارے جاتے رہین گے تو اہل آسمان بھی باقی نہ رہین گے اور میرے اہلبیت اہل زمین کے لیے امان ہین۔ جب میرے اہلبیت نہ رہین گے تو اہل زمین بھی نہ رہین گے۔

پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ اگر اہلبیت سے ازواج نبی مراد ہین تو اونکے باقی نہ رہنے پر اہل زمین کیون باقی رہے یعنی لازم تھا کہ جب ازواج نبی مین سے کوئی باقی نہ رہ جاتا تو اہل زمین بھی باقی نہ رہتے بخلاف اسکے حسب پیشین گوئی جناب مخبر صادق اہلبیت رسالت کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہین ہو سکتا چنانچہ مسند احمد حنبل مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا تذھب الدنیا و لا تنقضی حتّٰی یملک رجل من اھلبیتی (یعنے) جناب رسالت مآب نے فرمایا کہ دنیا ختم اور منقضی نہو گی تا اینکہ مالک زمین ہو جائے

نیز سنن ابی داود مین عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لو لم یبق من الدنیا الا یوم

لیبعث اللہ رجلا من اھلبیتی (یعنے) فرمایا رسول مقبول نے

کہ اگر نہ باقی رہ جائے دُنیا سے مگر صرف ایک دن بتحقیق مبعوث

فرمائے گا اللہ تعالیٰ ایک مرد کو میرے اہلبیت سے۔

(امر ہفتم) جن ازواج کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے طلاق دیدیا تھا

کیا بعد طلاق بھی وہ زمرۂ اہلبیت مین داخل رہین اور آیۂ تطہیر کا اثرِ طہارت

اون مین باقی رہا یا بعد طلاق اُن کا نام فہرست اہلبیت سے خارج ہوگیا اور

آیہ تطہیر کا اثر طہارت بھی اون سے زائل ہوگیا۔

(امر ہشتم) احادیث رسول و اقوال صحابہ سے بلا اختلاف ثابت ہے کہ

اہلبیت پر صدقہ حرام تھا مثلاً معجم کبیر طبرانی مین ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لا احل لکم اھل البیت من الصدقات

شیئا (یعنے) اے اہلبیت تمھارے لیے صدقات مین سے کوئی

شے حلال نہین ہے۔

اور مسند احمد حنبل مین ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم الا ان الصدقة لا تحل لنا ولا ھلبیتی

(یعنے) آگاہ ہو کہ میرے اور میرے اہلبیت کے لیے صدقہ

حلال نہین ہے۔

اگر حرام تھا تو اس کا کیا ثبوت ہے اور اگر حلال تھا تو اون کو اہلبیت قرار دنیا

چہ معنی دارد۔

(امر نہم) سابقاً تفسیر درمنثور سیوطی اور جذب القلوب محدث دہلوی کے

حوالون سے ذکر کر چکا ہون کہ سوا پنجتن پاک کے اصحاب وازواج نبی مین سے

کسی کو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین جانے کی اجازت نہ تھی[1]۔

پس جبکہ ہمارے دوست آیہ تطہیر مین اہلبیت سے ازواج نبی مراد لیتے ہین

اور آیہ تطہیر کا نزول اونھین کی شان مین بیان کرتے ہین تو کیا وجہ ہے کہ

ازواج نبی تو بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین نہ جانے پائین اور علیؑ و فاطمہؑ و

حسنؑ و حسینؑ جو نہ اہلبیت کے صحیح مصداق سمجھے جائین نہ اُن کی شان مین آیہ تطہیر کا

نازل ہونا مسلم مانا جائے وہ بحالت ضرورت غسل مسجد نبوی مین دھڑلے کے ساتھ

داخل ہونے کے اہل قرار دیے جائین۔

(امر دہم) صدہا احادیث سے ثابت ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے کھلے

الفاظ مین علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ پر اہلبیت کا اطلاق فرمایا ہے مثلاً آیہ تطہیر اور

آیہ مباہلہ کے موقع نزول پر اونھین کی نسبت فرمایا کہ اللھم ھولاء اھلبیتی

---

[1] اس مضمون کی حدیثین اکثر محدثین نے روایت کی ہین مثلاً ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ سے
روایت کیا ہے کہ قال رسول اللہ صلعم الا ان مسجدی ھذا حرام علی کل حائض من النساء

یا یہ ارشاد کیا کہ ادعوا لی اھلبیتی علی وفاطمۃ والحسن والحسین یا یہ فرمایا لم

لا احل لکم اھل البیت من الصدقات شیئا نیز یہ کہ ان الصدقۃ لا

تحل لنا ولا ھل بیتی۔ پس دریافت طلب یہ امر ہے کہ کیا جس طرح آنحضرت نے

بحالت متعددہ علیؑ وفاطمہ وحسنؑ وحسینؑ پر کھلے الفاظ مین اھلبیت کا اطلاق کیا

اسی طرح کہین اپنی ازواج پر بھی اھلبیت کا اطلاق فرمایا ہے اور کیا اسیوجہ سے

محدثین متقدمین نے کتب حدیثیہ (مثلاً مشکوۃ وغیرہ) مین باب مناقب اھلبیت النبی

اور باب مناقب ازواج النبی کو جدا جدا ترتیب دیا ہے۔

سابقاً لبسلسلہ ذکر حدیث منزلت عرض کر چکا ہون کہ جناب رسولؐ خدا نے

جس موقع پر اللہ تعالی سے حضرت علیؑ کے لیے دعاے منزلت ہارونیہ فرمائی ہے

اُس کا ذکر انشاء اللہ آیندہ ہوگا چنانچہ حسب وعدہ یہان اوس کا بیان کیا جاتا ہے

تفسیر ابو اسحٰق ثعلبی وتفسیر غرائب القرآن علامہ نیشاپوری میں ابوذر غفاری

سے مروی ہے کہ

صلیت مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم صلوۃ الظہر

فسأل سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ

الی السماء وقال اللھم اشھد انی سألت فی مسجد الرسول

صلعم فما اعطانی احد شیئا وعلی علیہ السلام کان

---

[1] مستدرک حاکم وغیرہ۔

حتی اخذ الخاتم فراٰہ النبی صلعم فقال اللھم ان اخی موسی

سألک فقال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل

عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی

ھارون اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری فانزلت قراٰنا

ناطقا سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا اللھم

وانا محمد نبیک وصفیک فاشرح لی صدری ویسر لی

امری واجعل لی وزیرا من اھلی علیا اشدد بہ ازری

قال ابی ذر فو اللہ ما اتم رسول اللہ ھذہ الکلمۃ حتی

نزل جبرئیل فقال یا محمد اقرأ انما ولیکم اللہ ورسولہ

والذین اٰمنو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم

راکعون (یعنی) ابوذر کہتے ہین کہ مین نے ایک دن جناب رسولخداؐ

کے ساتھ نماز ظہر پڑھی ناگہان ایک سائل نے مسجد نبوی مین

سوال کیا لیکن کسی نے اوسکو کچھ نہ دیا پس سائل نے

آسمان کی جانب ہاتھ اُٹھاکر کہا کہ خداوندا گواہ رہ مین نے

مسجد رسول مین دستِ سوال دراز کیا لیکن کسی نے مجھے کچھ نہ دیا۔

اُسوقت علی ابن ابیطالب رکوع مین تھے اپنی انگشت خنصر سے

جس میں انگشتری تھی سائل کی جانب اشارہ کیا اور سائل وہ
انگوٹھی لے کر چلا گیا۔ جب یہ حال جناب رسالت مآبؐ نے دیکھا
تو بارگاہ ایزدی مین عرض کیا کہ الٰہی تجھ سے میرے بھائی موسیٰ نے
سوال کیا تھا کہ میرے سینے کو کھول دے۔ میرے کام کو آسان کر
میری زبان کی لکنت دور کردے تاکہ لوگ میری بات سمجھیں
اور میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اوس سے
میری ڈھارس کو مضبوط کر اور اوسکو میرے کام مین شریک فرما
چنانچہ تو نے موسیٰ کی دعا قبول فرمائی۔ پروردگار میرے
مین بھی تیرا نبی ہون پس میرے سینے کو بھی وسیع کردے
میرے کام کو آسان فرما اور میرے اہل سے علیؑ کو میرا وزیر بنا
اور اوس سے میری ڈھارس کو مضبوط کر۔ ابوذر کہتے ہین کہ خدا کی
قسم رسولؐ اللہ نے یہ کلمات تمام ہی کیے تھے کہ جبرئیل امین
آیہ کریمہ انما ولیکم اللہ و رسولہ (الآیہ) لیکر نازل ہوے
جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بیشک تمہارا ولی خدا اور
رسول اور وہ مومنین ہین جو نماز پڑھتے ہین اور بحالت رکوع
زکواۃ دیتے ہین۔ (انتہےٰ)

واضح ہو کہ روایت مذکورہ جہان یہ ظاہر کرتی ہے کہ جناب رسولؐ خدا نے کس موقع پر
حضرت علی کی منزلت ... [illegible]

کہ آیہ موصوفہ یعنی انما ولیکم اللہ خدا کی جانب سے علیؑ کی ولایت کا فرمان ہے جس کا اعلان رسولؐ مقبول نے بھی اپنی بے شمار حدیثوں مین فرمایا ہے مثلاً

مسند ابو داؤد طیالسی مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن من بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے کہ تم میرے بعد ہر مومن کے ولی ہو۔

اور جامع ترمذی وخصائص لنسائی ومسند ابن ابی شیبہ مین عمران بن حصین سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم علی منّی وانا من علی وھو ولی کل مومن من بعدی (یعنی) فرمایا جناب رسول خداؐ نے کہ علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے ہون اور وہ بعد میرے ہر مومن کے ولی ہین۔

اور مستدرک حاکم ودلائل النبوۃ بیہقی مین عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم لعلی انت ولی کل مومن ومومنۃ بعدی (یعنے) فرمایا جناب رسول خداؐ نے حضرت علیؑ سے کہ تم میرے بعد ہر مومن ومومنہ کے ولی ہو۔

(نوٹ)

اُون سے میں صرف اسقدر دریافت کرنا چاہتا ہون کہ کیا رسول مقبول کے ارشاد کا صحیح مفہوم یہی ہو سکتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن اور مومنہ کے دوست ہین (اور میری زندگی مین ہر مومن و مومنہ کے دشمن) ماشاء اللہ۔ این معنی و این مقصد و این مطلب دلکش * آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید۔

الغرض اگر بنظر امعان و ایمان دیکھا جاے تو احادیث متذکرۂ بالا صریحاً اس بات پر نص ہین کہ بعد رسولؐ ولایتِ حقہ کا منصب حضرت علیؑ کے لیے مختص کیا گیا خواہ ظاہر بینون کے نزدیک اوسکا ظہور کسی وقت مین ہوا ہو چنانچہ حضرت عثمان کے بعد جب لوگ حضرت علیؑ کی بیعت کر چکے تو حسب روایت روضۃ الاحباب، جناب امیرؑ نے جو پہلا خطبہ ارشاد کیا اوسکا ابتدائی فقرہ یہ ہے کہ الحمد للہ علے احسانہ قد رجع الحق الی مکانہ (یعنے) احسان الٰہی کا شکر ہے کہ حق نے اپنے مستقر کی جانب رجوع کیا۔

مین اس موقع پر منصب ولایت کے متعلق دو مضمون بصیرت مشحون اور بھی پیش کرنا چاہتا ہون۔ ایک یہ کہ تفسیر زاہدی و بحر مواج علامہ دولت آبادی و مدارک التنزیل نسفی مین تحت تفسیر آیہ نجوی حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ

سألت رسول اللہ صلعم مسائل فاجابنی عنھا قلت یا رسول اللہ ما الوفاء قال التوحید والشھادۃ ان لا الہ الا اللہ قلت وما الفساد قال الکفر والشرک باللہ قلت

(یعنے) حضرت علیؑ فرماتے ہین کہ مین نے رسول اللہ سے چند مسائل

دریافت کیے اور آنحضرت نے مجھے اُن سوالات کے جواب دیے

چنانچہ مین نے سوال کیا کہ یارسول اللہ وفا کیا ہے فرمایا کہ

توحید اور اس بات کی گواہی کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین ہے۔

مین نے سوال کیا کہ فساد کس کو کہتے ہین فرمایا کہ کفر اور شرک کو۔

مین نے پوچھا کہ حق کیا ہے فرمایا کہ اسلام و قرآن حق ہے اور

ولایت[1] حق ہے جسوقت کہ تم کو پہونچے۔

دوسرا یہ کہ جناب محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت حقہ کے ساتھ

حضرت علیؑ مرتضیٰ کی ولایت متصلہ کا اعلان ہدایت نشان منادی غیب نے بھی

باین الفاظ کیا ہے کہ

نادعلیا مظہر العجائب	تجدہ عونا لک فی النوائب
کل ھم وغم سینجلی	بنبوتک یا محمد بولایتک یا علی

اور واضح ہو کہ نادعلیا کا قصہ ظنی نہین ہے بلکہ یقینی ہے چنانچہ حضرت

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین کہ

---

[1] بعض متکلمین متعصبین نے اس فقرے کے مفہوم مین بھی تعصب کے روڑے اٹکائے ہیں اور اسکے

تاویلی معنی یہ بتاتے ہین کہ "ولایت حق ہے تمھاری طرف منتہی ہونے تک"۔ حالانکہ اگر یہ معنی مقصود ہوتے تو فقرہ مذکورہ

یون ہوتا کہ والولایۃ الی ان تنتھی الیک اور جبکہ الی کا لفظ نہین ہے بلکہ اذا کا لفظ ہے تو صریحاً

اس فقرے کے معنی یہی ہوے کہ "اور ولایت حق ہے جس وقت کہ تم کو پہونچے"۔

ومنقول است کہ درہمین جنگ رضوان بمنقبت علی مرتضی میخواند

لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی الکرار ہو بیزیقین

قصہ ناد علیاً مظہر العجائب ہم دریں معرکہ واقع شدہ باشد (انتہی)

واضح ہو کہ مین نے یہان تک جو کچھ لکھا وہ آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے فوائد تفسیریہ پر متفرع تھا جس کا نزول ابتدائے تبلیغ رسالت کے زمانے مین ہوا اور اب متوکلاً علے اللہ آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کے مقاصد تفسیریہ عرض کرتا ہون جو انتہائے تبلیغ کے موقع پر نازل ہوا۔

مسند[1] عبد بن حمید وتفسیر[2] ابن جریر وتفسیر[3] ابن ابی حاتم وتفسیر[4] ثعلبی و اسباب[5] النزول واحدی وعمدۃ[6] القاری شرح صحیح البخاری للعینی وفضائل[7] الصحابہ ابن عساکر وتفسیر[8] فتح القدیر شوکانی وتفسیر[9] فتح البیان صدیق حسن خان مین ابوسعید خدری سے مروی ہے کہ

نزلت ہذہ الآیۃ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک یوم غدیر خم فی علی بن ابیطالب (یعنے) آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول اللہ پر بروز غدیر خم علی بن ابیطالب کی شان مین نازل ہوا۔

ان هذه الآیہ نزلت فی فضل علی بن ابیطالب کرم اللہ و

یوم غدیرخم فاخذ رسول اللہ صلعم بیدہ وقال من کنت

مولاہ فعلی مولاہ (یعنے) آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل

الیک من ربک علی بن ابیطالب کے فضل مین نازل ہوا اور جب

نازل ہوا تو جناب رسالت مآب نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا

کہ جسکا مین مولا ہون اوس کا علی مولا ہے۔

اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر فتح القدیر شوکانی و تفسیر فتح البیان صدیق حسن خان

مین عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما

بلغت رسالتہ کو یون پڑھتے تھے کہ

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا

مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ (یعنے)

اے رسولؐ پہونچا دو اوس حکم کو جو تم پر نازل کیا گیا ہے کہ علیؑ

کُل مومنین کا مولیٰ ہے اور اگر تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا

خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔

ہمارے دوستون کا یہ عجیب انصاف ہے کہ اگرچہ لفظ مولیٰ کے معنی علاوہ

دوست اور غلام کے مالک ۔ آقا ۔ ناصر اور ولی امر بھی ہین لیکن جن حدیثون مین

حضرت علیؑ کے متعلق مولا کے الفاظ وارد ہوے ہین اُنکے معنی مخصتہً دوست ہی بتاتے ہین

چنانچہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی بھی یہ قرار دیتے ہین کہ جسکا مین دوست ہون اُسکے علیؑ دوست ہین۔ غنیمت یہ ہے کہ ہمارے دوست حدیث "من کنت مولاہ" مین مولا کے معنی دوست ہی بتاتے ہین غلام نہین بتاتے ورنہ ممکن تھا کہ وہ حضرت علیؑ کی ضد پر بارگاہ رسالت کا ادب و احترام بھی بالائے طاق رکھ دیتے۔

یہ بھی طرفہ تماشا ہے کہ بعض متکلمین نے حدیث غدیر خم یعنی "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کے ارشاد کا سبب اس روایت کو قرار دیا ہے کہ بریدہ نے یمن سے واپس آکر رسولؐ اللہ کے حضور مین یہ شکایت کی تھی کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لے لی ہے اسپر آنحضرتؐ نے متغص ہو کر فرمایا کہ یا بریدہ[1] "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" (وفی حدیث البخاری) فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک یعنی اے بریدہ جس کا مین مولا ہون علیؑ بھی اُسکے مولا ہین اور اُن کو مال خمس مین اس سے زیادہ تصرف کا حق حاصل ہے۔

نیز[2] بعض مناظرین حدیث موصوف کے ایراد کا سبب اس روایت کو بتاتے ہین کہ اسامہ بن زید نے حضرت علیؑ سے کہا تھا کہ "لست مولای انما مولای رسول اللہ" یعنی تم میرے مولی نہین ہو بلکہ میرے مولی رسولؐ اللہ ہین یہ سُن کر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ جسکا مین مولی ہون علیؑ بھی اُسکے مولی ہین لیکن اولاً تو جبکہ بعض متکلمین حدیث موصوف کا اصل سبب روایت بریدہ کو قرار دیتے ہین اور بعض مناظرین روایت اسامہ کو تو بفحوائے اذا تعارض تساقط ان دونون متضاد اور متعارض روایتون مین سے ایک بھی خطبہ غدیر خم کا سبب قرار نہین پا سکتی بلکہ صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح رسول خدا نے حدیث "علی منی

---

[1] خصائص للنسائی۔ [2] تیسیر شرح جامع صغیر للمناوی و مرقاۃ شرح المشکوۃ للملا علی قاری و نسیم الریاض

بمنزلة هارون من موسیٰ" کو بھیہا متعدد مواقع پر ارشاد لیا ہے اُسکی طرح بریدہ

اور اسامہ کی زبان درازی پر اُن کو بھی تنبیہاً حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"

کا سبق دیا جسکو خطبہ غدیر خم سے مطلقاً تعلق نہین ہے۔

ثانیاً منجملہ ہر دو روایات متذکرہ کے پہلی روایت مین رسول مقبول کا مخاطبہ

حضرت بریدہ سے ہے اور دوسری روایت مین فقط اسامہ سے ہے۔ بخلاف اسکے

خطبہ غدیر خم کا مخاطبہ ایک جم غفیر اور مجمع کثیر کے ساتھ ہے بہین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

ثالثاً بڑے لطف کی بات یہ ہے کہ دونوں روایتون مین مولیٰ کے معنی دوست نہین

ہوسکتے بلکہ مالک و متصرف فی الامر ہی ثابت ہوتے ہین یعنی بریدہ کی اس جھگلی کا

کہ علیؑ نے مال خمس مین سے ایک لونڈی لے لی ہے" ہرگز یہ بے تکا جواب نہین

ہوسکتا کہ جسکا دوست مین ہون اُسکے دوست علیؑ بھی ہین بلکہ صحیح اور درست

جواب یہی ہوسکتا ہے کہ جس کا مالک اور متصرف فی الامر مین ہون اُس کے

مالک اور متصرف فی الامر علی بھی ہیں۔

نیز اسی طرح اسامہ بن زید کا حضرت علیؑ کی مولائیت سے انکار کرنا اور

یہ کہنا کہ علیؑ میرے مولیٰ نہین ہیں بلکہ میرے مولیٰ رسول اللہ ہیں صریحاً یہ کہنا ہے

کہ علی میرے آقا نہین ہین بلکہ میرے آقا رسول اللہ ہین اور جناب رسالت مآب کا

اُسکے جواب مین یہ ارشاد کرنا کہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" بدیہی طور پر یہ معنی

ثابت کرتا ہے کہ جس کا آقا مین ہون اُسکے آقا علی بھی ہین۔

[illegible]

پیش کرتا ہون جنسے ناظرین پر آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ فقرۂ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا صحیح مفہوم کیا ہے

دلیل اوّل چونکہ جناب رسالتمآب نے حدیث ما بہ البحث میں ایسا لفظ استعمال نہین فرمایا جو مختص یعنی محبت ہو اور یہ ارشاد نہین کیا کہ جس کا مین محب ہون علیؑ بھی اُسکے محب ہین بلکہ یہ فرمایا ہے کہ جس کا مین مولا ہون علیؑ بھی اُسکے مولا ہین لہذا جن معانی مین جناب رسالتمآب ہر مومن اور مومنہ کے مولا تھے اُنھین کُل معانی مین حضرت علیؑ بھی ہر مومن اور مومنہ کے مولا قرار پائے چنانچہ حضرت شاہ علی حسن صاحب جائسی فرماتے ہین کہ

چراد معنی من کنت مولا میری ہر سو ۔ علی مولا با آن معنی کہ پیغمبر بود مولا۔

پس اگر ہمارے دوست جناب رسالتمآب کو ہر مومن اور مومنہ کا مالک آقا۔ ناصر ولی امر اور محبوب سمجھتے ہین تو اُن کو ماننا پڑے گا کہ حضرت علی بھی ہر مومن اور مومنہ کے مالک۔ آقا۔ ولی امر۔ ناصر اور محبوب ہین والا فلا۔

دلیل دوم اکثر حفاظ حدیث نے فرمایا ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کثیر الطرق ہے اور صحابہ کی ایک جماعت سے بسند صحیح و حسن حد تواتر کو پہونچی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر عسقلانی مین ہے کہ

ھو کثیر الطرق جداً وکثیر من اسانیدھا صحاح و حسان

(یعنی) یہ حدیث کثیر الطرق ہے اور اسکی اکثر اسناد صحیح و حسن ہین

اور صواعق محرقہ مین ہے کہ

رواہ ثلاثون صحابیا (یعنے) حدیث موصوف کو تیس

صحابیون نے روایت کیا ہے۔

اور جمع الجوامع سیوطی مین ہے کہ

حدیث متواتر (یعنے) یہ حدیث متواتر ہے۔

اور مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری مین ہے کہ

و بعض الحفاظ عدہ متواترا (یعنے) بعض حفاظ حدیث نے

اس حدیث کو احادیث متواترہ مین شمار کیا ہے۔

اور سیف المسلول قاضی ثناء اللہ پانی پتی مین ہے کہ

این حدیث بدرجہ صحت بلکہ بدرجہ تواتر رسیدہ (یعنے) یہ حدیث

درجہ صحت بلکہ درجۂ تواتر کو پہونچی ہے

اور اسنی المطالب شمس الدین محمد جزری مین ہے کہ

صحیح من وجوہ کثیرۃ وھو متواتر عن النبی صلعم رواہ

الجم الغفیر من الصحابۃ (یعنے) یہ حدیث وجوہ کثیرہ کے رو سے

صحیح ہے اور صحابہ کی جماعت کثیرہ نے اسکو رسول اللہ سے

روایت کرکے درجۂ تواتر کو پہونچایا ہے۔

پس جبکہ حسب افادۂ علمائے کرام ثابت ہوا کہ حدیث "من کنت مولاہ

فعلی مولاہ" (حدیث لا نورث ولا نورث کی طرح) اخبار احاد سے نہین ہے بلکہ

بسند صحیح و طرق کثیر صحابہ کے جم غفیر سے مروی ہو کر حد تواتر کو پہنچ گئی ہے تو

ظاہر ہے کہ کوئی حدیث بلا وجہ مشہور و متواتر نہیں ہوتی بلکہ حدیث کا اہم مقصود ہی

اُسکی شہرت و تواتر کا باعث ہوتا ہے لہذا قابل غور ہے کہ کیا حدیث "من کنت

مولاہ فعلی مولاہ" کا مقصود اہم یہی ہو سکتا ہے کہ جس کا میں دوست ہوں

اُس کے علیؑ بھی دوست ہیں اور کیا اسی مقصود بے سود کی بنیاد پر اس حدیث کو

جم غفیر صحابہ نے روایت کر کے حد تواتر کو پہونچایا ہے۔ کلا واللہ۔ بلکہ حدیث موصوف کا

صحیح اور صاف مفہوم یہی ہے کہ جس کا مالک اور ولی امر میں ہوں اُس کے

مالک اور ولی امر علیؑ بھی ہیں۔

دلیل سوم (جسکو خدا ساز دلیل کہنا چاہیے) یہ ہے کہ جناب رسالت مآب نے

آیۂ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ واللہ یعصمک من الناس" کے نازل ہونے پر غدیر خم میں حضرت علیؑ کو

مولائے مومنین کا منصب کرامت فرمایا یعنی جب بذریعہ آیہ موصوفہ یہ

فرمان ایزدی صادر ہوا کہ "اے رسول اُس حکم کو پہونچا دو جو تمھارے رب نے

تم پر نازل کیا ہے اور اگر تم نے اُس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی

ادا نہ کی" تب جناب رسول خدا نے اہتمام بلیغ کے ساتھ لوگوں کو مجتمع کر کے

ایک عظیم الشان خطبہ ارشاد کیا اور اُن سے اپنے اولی بتصرف و مولے

ہونے کا اقرار کرا کے یہ اعلان فرمایا کہ جس کا مولی میں ہوں اُس کے مولی

علیؑ

پس جائے تامل ہے کہ جس امر اہم کی تبلیغ کے لیے خدائے عزاسمہ اپنے

حبیب سے تاکید کے ساتھ یہ ارشاد کرے کہ اگر تم نے اس امر کو نہ پہونچایا تو

گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی اور جناب رسالت مآب اُسکی تعمیل مین ایک

بلیغ خطبہ ارشاد کرکے یہ اعلان فرمائین کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو کیا اس

اہم ترین اعلان کے یہی معنی ہوسکتے ہین کہ جس کا دوست مین ہوں اوسکے

دوست علیؑ ہیں۔ بخدا ہرگز نہین۔ بلکہ صریحاً اسکے یہی معنی ہوتے ہین کہ جسکا مالک

و ولی امر مین ہون اُسکے مالک اور ولی امر علی ہین (انتہے)

مین اس موقع پر یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہون کہ جمہور سنت پسند

اصحاب آیۂ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل

فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس کا بمقام غدیر خم نازل ہونا تسلیم

نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہین کہ آیہ موصوفہ شروع زمانہ بعثت مین

نازل ہوا ہے اور خدا نے اس آیت کے آخر مین واللہ یعصمک من الناس

اسی لیے فرمایا کہ آنحضرت یہود ونصاریٰ کے شر سے بے خوف ہوکر امر تبلیغ

مین مشغول ہون لیکن ہمارے احباب کی یہ توجیہ رکیک درحقیقت تار عنکبوت

سے بھی زیادہ کمزور ہے اس لیے کہ اولاً تو برنباے روایات صحیحہ متذکرہ

سابقہ ثابت ہے کہ آیہ موصوفہ کا نزول بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کی شان مین

ہوا نیز عبداللہ بن مسعود کی روایت سے تو یہانتک ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ

علیہ ومنہا واللہ یعصمک من الناس فی صحیح ابن حبان عن ابی ہریرۃ انہا نزلت فی السفر

رسول عہد رسول مین آیہ مذکورہ کو یون پڑھتے تھے کہ -

یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا

مولی المومنین (یعنے) اے رسول اپنے رب کے اس حکم کو

پہونچا دو کہ علیؑ کل مومنین کا مولا ہے -

ثانیاً یہ کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ معظمہ مین مبعوث برسالت

ہوے اور سورۂ مائدہ جس مین آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک واقع

ہے مدینے مین نازل ہوا چنانچہ فتح القدیر شوکانی مین عمرہ بن جبیب اور

عطیہ بن قیس سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم المائدۃ من اخر القرآن

تنزیلا (یعنے) جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ

از روے تنزیل آخر قرآن سے ہے -

نیز تفسیر در منثور سیوطی مین بروایت مسند احمد حنبل و مستدرک حاکم حضرت

عائشہ سے مروی ہے کہ

انہا اخر سورۃ نزلت (یعنے) سورۂ مائدہ از روے

تنزیل قرآن کا آخری سورہ ہے -

اور تفسیر حافظ ابن کثیر مین ہے کہ

والصحیح ان ہذہ الآیۃ (یا ایہا الرسول بلغ ما انزل

الیک) مدنیۃ بل ہی من اواخر ما نزل بہا (یعنے)

صحیح یہ ہے کہ آیہ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک"

مدنی بلکہ قرآن کی آخری آیتوں سے ہے۔

پس جبکہ سورۂ مائدہ قرآن کی آخری سورت اور آیۂ "یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک" قرآن کی آخری آیات سے ہے تو ہمارے احباب کا یہ فرمانا کہ آیہ موصوفہ کا نزول ابتداے زمانۂ بعثت میں ہوا قطعاً خلاف درایت اور مطلقاً ٹکسال باہر ہے۔

ثالثاً آیہ موصوفہ میں کلمہ واللہ یعصمک من الناس کے یہ معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کہ (اے رسول) خدا تم کو یہود و نصاریٰ کے شر سے محفوظ رکھے گا بلکہ صحیح معنی یہ ہیں کہ (اے رسول) خدا تم کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اور اہل نظر سے پوشیدہ نہیں ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے وقت حضرت علیؑ کے مولاے مومنین ہونے کی آتش مخالفت لوگوں کے دلوں میں مشتعل ہو گئی تھی لیکن خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اپنے حبیب کو مخالفین کے فتنہ و شر سے محفوظ رکھا چنانچہ علامہ محمد بن سالم[1] حفنی شافعی حاشیہ جامع صغیر سیوطی میں بسلسلۂ ذکر حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہیں کہ

---

[1] کتاب سلک الدرر فی اعیان القرن الثانی عشر میں ہے کہ محمد بن سالم بن احمد الشافعی المصری الشہیر بالحفنی الشیخ العالم المحقق المدقق العارف باللہ تعالیٰ قطب وقتہ × × ولد بحفنۃ قریۃ من قری مصر × × واشتغل بالعلم من × من الفضلاء کمحمد بن عبد اللہ السجلماسی و عبد اللہ بن علی النفرسی و مصطفیٰ بن احمد العزیزی و الشمس محمد بن ابراہیم الزیادی الملقب بعبد العزیز ... المصطفیٰ ... الحنفی × × ... الشافعیۃ۔

وکنا معہ ذلک بعض الصحابة قال اما یکفی رسول الله

ان ناتی بالشهادة واقام الصلوة وایتاء الزکوٰة حتی

یرفع علینا ابن ابیطالب فهل هذا امن عندک ام من

عند الله فقال صلے الله علیه وسلم والله الذی لا اله الا

هو انه من عند الله وهو دلیل علی عظم فضل علی (یعنے)

خطبۂ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کو سُن کر بعض صحابہ نے

جناب رسالتمآب سے کہا کہ کیا ہم لوگون کا کلمۂ شہادت

ادا کرنا اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا پابند ہونا کافی نہین ہے جو

اب ہم پر ابوطالب کے بیٹے کو بلندی اور فضیلت دی جاتی

ہے۔ پس آیا یہ امر تمھاری جانب سے ہے یا خدا کی جانب سے۔

رسول مقبول نے فرمایا کہ واللہ یہ امر خدا کی جانب سے ہے

(علامہ حنفی فرماتے ہین کہ) اور یہ واقعہ علیؑ کی عظیم فضیلت پر

دال ہے۔

رابعاً آیہ موصوفہ مین پروردگار عالم کا اپنے رسول سے یہ فرمانا کہ اگر

تم نے اس حکم کو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی" صاف طور پر

ظاہر کرتا ہے کہ رسول مقبول تبلیغ رسالت کے کام کو تقریباً انجام دے چکے تھے

نیز یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جس حکم کے پہونچانے کا خدا نے آیہ موصوفہ مین حکم دیا وہ

ایسی اہمیت رکھتا تھا جسکے پہونچانے کے لئے تبلیغ رسالت ناکمل تھی (انتہی)

دلیل چہارم مخفی نہ رہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ ایک ایسے عظیم الشان اور ہدایت نشان خطبے کا جزو ہے جسکے مضامین عالیہ کو محدثین نے باسناد صحیحہ متعدد طرق سے روایت کیا ہے چنانچہ تاریخ ابن کثیر دمشقی مین براء بن عازب سے مروی ہے کہ

نزلنا مع رسول اللہ صلعم عند غدیر خم فبعث منادیا ینادی فلما اجتمعنا قال الست اولی بکم من اباءکم قلنا بلی یا رسول اللہ قال الست الست قلنا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فان علیا بعدی مولاہ (یعنے) ہم لوگ رسول خدا کے ساتھ غدیر خم مین وارد ہوے تو آنحضرت نے ایک منادی کو حکم دیا کہ لوگون کو ندا کرے چنانچہ جب ہم سب مجتمع ہوے تو آنحضرت نے فرمایا کہ کیا مین تم لوگون کے لیے تمھارے آبا سے اولے نہین ہون - ہم سب نے کہا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے آبا سے اولی ہین - پھر آنحضرت نے مکرر ارشاد کیا کہ کیا مین تمھارے لیے تمھارے آبا سے اولی نہین ہون - ہم سب نے عرض کیا کہ بیشک یا رسول اللہ آپ ہمارے لیے ہمارے آبا سے اولی ہین تب آنحضرت نے فرمایا کہ تحقیق

آنحضرت کا اپنی اولویت کا اقرار کرا کے من کنت مولاہ ارشاد کرنا واضح
طور پر ثابت کرتا ہے کہ جس حیثیت سے آنحضرت نے اپنے مولا ہونے کا اظہار
فرمایا ہے وہ معنی محبت نہیں ہے بلکہ معنی اولویت ہے۔ دوسری یہ کہ آنحضرت کا
یہ فرمانا کہ جس کا مین مولا ہون میرے بعد علیؑ اوسکا مولا ہے یہ بے تکے معنی نہیں
ظاہر کرتا کہ جس کا مین دوست ہون میرے بعد علیؑ اُسکے دوست ہیں (اور میری
زندگی مین اُسکے دشمن ہین) بلکہ صاف طور سے یہ معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا مالک
اور آقا مین ہون اوسکے آقا اور مالک میرے بعد علیؑ ہین۔

نیز صواعق محرقہ ابن حجر مکی مین بروایت طبرانی وغیرہ بسند صحیح مروی ہی کہ

ان رسول اللہ صلعم خطب بغدیر خم تحت شجرات
فقال ایھا الناس انہ قد نبأنی اللطیف الخبیر انہ لم
یعمر نبی الا نصف عمر الذی یلیہ من قبلہ وانی لاظن ان
ادعی فاجیب وانی مسئول وانکم مسئولون فماذا انتم
قائلون قالوا نشھد انک قد بلغت وجھدت ونصحت
فجزاک اللہ خیرا فقال الیس تشھدون ان لا الہ
الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ وان جنتہ حق وان
نارہ حق وان الموت حق وان البعث حق بعد الموت
وان الساعۃ اتیۃ لا ریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور

قالوا بلی نشہد بذلک قال اللّٰھم اشہد ثم قال یا

ایہا الناس ان اللہ مولای وانا مولی المومنین وانا

اولی بہم من انفسہم فمن کنت مولاہ فہذا مولاہ

یعنی علیا (یعنی) جناب رسول خدا نے بمقام غدیر خم درختون کے

نیچے خطبہ ارشاد کیا اور فرمایا کہ خدائے لطیف وخبیر نے مجھے

خبر دی ہے کہ ہر نبی اپنے پہلے نبی کی نصف عمر پاتا ہے

چنانچہ مین گمان کرتا ہون کہ عنقریب بارگاہ ایزدی سے

میری طلبی ہوگی جسے مین قبول کرون گا (سنو) وہان مجھ سے

سوال کیا جائے گا اور تم لوگون سے بھی۔ پس تم کیا کہوگے۔

سب نے کہا کہ ہم لوگ گواہی دیتے ہیں اور دین گے کہ

آپ نے احکام الٰہی کو کما حقہ پہونچایا اور حق کوشش

ونصیحت کو بخوبی ادا فرمایا۔ خدا آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

پھر آنحضرتؐ نے ارشاد کیا کہ کیا تم لوگ اس بات کی

گواہی نہین دیتے کہ سوا خدا کے کوئی معبود نہین۔ محمدؐ اوسکا

بندہ اور رسولؐ ہے جنت اور نار حق ہین۔ موت اور بعث

بعد الموت حق ہے۔ قیامت کے آنے مین کچھ شبہ نہین ہے

اور خدا اون سب کو جو قبور مین ہین زندہ فرمائے گا سب نے

کہا بیشک ہم ان تمام باتون کا اقرار کرتے ہین یہ سُن کر

رسول مقبول نے فرمایا کہ بارالٰہا تو شاہد رہ پھر ارشاد کیا

کہ ایہا الناس اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے اور مین کل مومنین کا

مولا اور اونکے لیے اونکے نفوس سے اولی ہون پس

جس کا مین مولا ہون اُس کا علیؑ مولا ہے۔

اور خصائص نسائی مین بروایت ابو الطفیل زید بن ارقم سے مروی ہے کہ

لما رجع النبی صلعم من حجۃ الوداع ونزل غدیر خم

امر بدوحات فقممن ثم قال کانی دعیت فاجبت

وانی تارک فیکم الثقلین احدھما اکبر من الاخر کتاب اللہ

وعترتی اھلبیتی فان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی

فانظروا کیف تخلفونی فیھما فانھما لن یتفرقا حتی

یردا علی الحوض ثم قال ان اللہ مولای وانا ولی کل

مومن ثم اخذ بید علی رضی اللہ عنہ فقال من کنت

ولیہ فھذا ولیہ فقلت لزید سمعتہ من رسول اللہ

قال من کان فی الدوحات احد الا راٰہ بعینہ وسمعہ

باذنیہ (وفی حدیث آخر) قال لا تشک انا سمعتہ من

رسول اللہ صلعم وعن سعد قال کنا مع رسول اللہ صلعم

بطریق مکۃ فلما بلغ غدیر خم وقف للناس ثم رد من

تبعہ ولحقہ من تخلف فلما اجتمع الناس الیہ قال

ایھا الناس من ولیکم قالوا اللہ ورسولہ ثلاثا ثم اخذ
بید علی فاقامہ ثم قال من کان اللہ ورسولہ ولیہ
فھذا ولیہ (یعنے) جب جناب رسول خداؐ نے حجۃ الوداع
سے مراجعت کر کے مقام غدیر خم مین نزول اجلال فرمایا تو حکم دیا
کہ منبر تیار کیا جائے چنانچہ منبر تیار کیا گیا اور آنحضرتؐ نے
اُسپر رونق افروز ہوکر فرمایا کہ مین جناب باری مین بلایا گیا ہون
اور مین نے حکم الٰہی کو قبول کیا ہے اب مین تم مین دو عظیم چیزین
چھوڑتا ہون ایک کتاب خدا دوسری اپنی عترت اہلبیت
اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے۔
پس دیکھو کہ میرے بعد ان دونون سے تمسک کرنے مین کس طرح
عمل کرتے ہو اور یہ دونون جبتک میرے پاس حوض کوثر پر
وارد ہون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔ پھر آنحضرتؐ نے
ارشاد فرمایا کہ (سنو) میرا مولا اللہ تعالیٰ ہے اور مین کُل مومنین کا
ولی ہون بعد ازان حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑکر فرمایا کہ (دیکھو)
جس کا ولی مین ہون اوسکے ولی علیؑ ہین ۔ ابو الطفیل
کہتے ہین کہ جب مین نے یہ حدیث سُنی تو زید بن ارقم سے
پوچھا کہ کیا تم نے اسکو رسول خداؐ سے سُنا ہے۔ زید بن ارقم
نے کہا کہ ایک مین کیا جتنے لوگ منبر کے گرد مجتمع تھے اون سب نے

آنحضرت کو یہ ارشاد کرتے ہوئے دیکھا اور اپنے کانون سے
سُنا۔ نیز دوسری روایت مین ہے کہ زید نے کہا تم شک
نہ کرو مین نے اسکو رسول اللہؐ سے سُنا ہے اور سعد بن ابی وقاص
سے روایت کی گئی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہؐ کے ساتھ ہمسفر تھے
جب آنحضرت غدیر خم مین پہونچے تو آپ نے لوگون کو توقف کا
حکم دیا چنانچہ جو لوگ آگے نکل گئے تھے واپس آئے اور جو
پیچھے رہ گئے تھے وہ پہونچ گئے اور جب سب لوگ مجتمع ہوئے
تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ فرما کر ارشاد کیا کہ
"ایہا الناس تمہارا ولی کون ہے" لوگون نے عرض کیا کہ اللہ
اور اوس کا رسول۔ یہ سُنکر جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ اللہ اور اوسکا
رسول جس کا ولی ہے علیؑ اوس کا ولی ہے۔

پس حسب مضمون احادیث مذکورہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام غدیر خُم مین پہونچ کر
توقف کرنا۔ پیچھے رہ جانے والون کا انتظار فرمانا۔ جو لوگ آگے نکل گئے تھے
اون کو لوٹا کر منبر تیار کرانا اور اوس منبر پر رونق افروز ہوکر اولاً اپنے قرب
وفات کی خبر دینا بعد ازان بحیثیت ختم تبلیغ حضار جلسہ سے توحید و رسالت

مین تمھاری ہدایت کے لیے تم مین دو عظیم چیز مین چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی

عترت اہلبیت جو قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے اگر تم میرے

بعد ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہو گے۔ پس دیکھو کہ ان دونون سے

تمسک کرنے مین تم لوگ میری نصیحت پر کس طرح عمل کرتے ہو۔ اسکے بعد آنحضرت کا

حاضرین سے اپنے اولی تبصرف و مولاے مومنین ہونے کی شہادت لینا اور

حضرت علیؑ کو سب کے سامنے بلند فرما کر یہ ارشاد کرنا کہ "ایہا الناس جس کا

مولا مین ہون اوس کا مولا علیؑ ہے" ہرگز ان معانی کا مصداق نہین ہوسکتا

کہ جس کا دوست مین ہون اوسکے دوست علیؑ ہین بلکہ قطعیت کے ساتھ

یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جس کا آقا اور ولی امر مین ہون اوسکے آقا اور

ولی امر علیؑ ہین۔

دلیل پنجم۔ حدیث مسبوق الذکر سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جب

ابو الطفیل نے خطبہ غدیر خم اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا حال

سُنا تو اوسکی عظمت پر نظر کرکے زید بن ارقم سے پوچھا کہ کیا تم نے رسول اللہؐ کو

ایسا فرماتے ہوے سُنا ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ تم اس مین ذرا بھی شک

نہ کرو۔ ایک مین کیا جو لوگ منبر کے گرد جمع تھے سب نے آنحضرت کو یہ ارشاد

کرتے ہوے اپنی آنکھون سے دیکھا اور کانون سے سُنا۔ پس ظاہر ہے کہ اگر

حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کا صحیح مفہوم یہی ہوتا کہ جس کا دوست

مین ہون اوسکے دوست علیؑ ہین تو یہ ایک ایسی معمولی بات تھی جسپر ابو الطفیل

متعجب نہ ہوتے اور اسکو تحقیق طلب خیال نہ کرتے لیکن اون کا زید بن ارقم سے بل کر بنظر استعجاب و استعظام اسکی تفتیش کرنا اور زید کا یہ کہنا کہ تم اس مین شک نہ کرو ایک مین کیا جمیع حضار جلسہ نے رسول اللہ کو ایسا فرماتے ہوے سنا ہے" صراحتہً حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہی معنی ثابت کرتا ہے کہ جسکا آقا اور ولی امر مین ہون اوس کے آقا اور ولی امر علی ہین۔

دلیل ششم حسب روایات صحیحہ ثابت ہے کہ جب بمقام غدیر خم جناب رسالت مآب صلعم نے خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ ارشاد کیا تو اوسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے نزول اجلال فرماکر کمال دین کا مژدہ سنایا چنانچہ حافظ ابونعیم[۱] نے کتاب ما نزل من القرآن فی علی مین ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرۃ من الشوک فقم وذلک فی یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیہ فرفعھما حتی نظر الناس

جناب رسول خدا نے حجۃ الوداع سے واپس آتے ہوے بروز پنجشنبہ غدیر خم مین پہونچکر لوگون کو ولایت مرتضوی کی طرف دعوت فرمائی اور حکم دیا کہ درختون کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے جائیں بعد ازان

---

[۱] وفیات الاعیان ابن خلکان میں ہے کہ الحافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحٰق بن موسیٰ بن مہران الاصبہانی الحافظ المشہور صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء۔ کان من اعلام المحدثین و اکابر الحفاظ الثقات واخذوا عنہ وانتفعوا بہ الخ۔

بياض ابطي رسول الله ثم لم
يفترقوا حتى نزلت هذه
الآية اليوم اكملت لكم دينكم
واتممت عليكم نعمتي
ورضيت لكم الاسلام دينا
فقال رسول الله الله اكبر
على اكمال الدين واتمام النعمة
ورضى الرب برسالتي
وبالولاية لعلي
من بعدي۔

حاضرین جلسہ کے روبرو حضرت علیؑ کے
دونو بازو پکڑکر اونھین اسقدر بلند کیا کہ
لوگون نے رسول خدا کی بغلوں کی صباحت
مشاہدہ کی پس لوگ ابھی متفرق نہوے
تھے کہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت
علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
نازل ہوا۔ اور آنحضرتؐ نے اکمال دین
اور اتمام نعمت پر تکبیر کہی نیز اس امر پر کہ
خدائے عزاسمہ اونکی رسالت اور اونکے بعد
علیؑ کی ولایت سے راضی ہوا۔

اور مناقب ابن المغازلی[1] مین ابوہریرہ سے مروی ہے کہ

من صام ثمانية عشرة من
ذي الحجة كتب له صيام ستين
شهرا وهو يوم غدير خم لما اخذ النبي
صلے الله عليه وسلم بيد علي بن ابيطالب
فقال الست اولى بالمومنين من انفسهم

جس نے اٹھارہوین ذی الحجہ کو روزہ رکھا
اوسکے لیے دو مہینون کے روزے کا ثواب
لکھا گیا اور وہ دن غدیر خم کا ہے جبکہ رسول خدا
نے حضرت علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر یہ ارشاد کیا کہ
کیا مین مومنین کے لیے اونکے نفوس سے اولی

[1] کتاب انساب سمعانی میں ہے کہ ابوالحسن علی بن محمد بن الطیب الجلابی المعروف بابن المغازلی من اہل واسط العراق کان فاضلا عارفا برجالات واسط وحدیثہم وکان حریصا علی سماع الحدیث وطلبہ۔

قالوا بلی یا رسول اللہ قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ فانزل اللہ تعالی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

نہین ہون سب نے جواب دیا کہ بیشک آپ ہر عنوان ہم سے اولی ہین ۔ آنحضرت نے فرمایا کہ جس کا مین مولی ہون اوسکا علی مولی ہے پس نازل فرمایا خدا نے آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

اور تاریخ ابن واضح[1] یعقوبی مین ہے کہ

وقد قیل انہ آخر ما نزل علیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وھی الروایۃ الصحیحۃ الثابتۃ الصریحۃ وکان نزولہا فی امیر المومنین علی بن ابیطالب بغدیر خم

بتحقیق ذکر کیا گیا ہے کہ حسب روایت صحیحہ ثابتہ صریحہ رسول خدا پر جو آیت سب سے آخر مین نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم ہے اور اس آیت کا نزول درباب امیر المومنین علی بن ابیطالب غدیر خم میں ہوا

پس جبکہ بربنائے روایات صحیحہ وافادات حفاظ حدیث مستفاد ہوا کہ خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم نے

[1] مولوی شبلی صاحب نعمانی ؒ الفاروق مین لکھتے ہین کہ "ابن واضح تیسری صدی کا مورخ اور بڑے پایہ کا مصنف ہے" چونکہ دولت عباسیہ کے دربار سے تعلق تھا اسلیئے تاریخ کا اچھا سرمایہ بہم پہونچا سکا اسکی تاریخ جو تاریخ یعقوبی کے نام سے مشہور ہے یورپ مین بمقام لیڈن چھاپی گئی ۔

مژدہ اکمال دین و اتمام نعمت پہونچایا اور رسول کریم نے اپنی رسالت کے

ساتھ علیؑ کی ولایت کو خوشنودی خدائے علیم قرار دی تو صریحی اور بدیہی طور پر

من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے یہی معنی ثابت ہوے کہ جسکے آقا اور ولی

امر نبیؐ باصفا ہین اوسکے آقا اور ولی امر علیؑ مرتضا ہین۔

مجھے اس موقع پر یہ ظاہر کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین

ولایت مرتضوی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول بروز غدیر خم تسلیم نہین

کرتے اور کہتے ہین کہ آیہ موصوفہ بروز عرفہ حجۃ الوداع نازل ہوا لیکن اولاً تو

اون کا یہ قول بربناے درایت مسلم نہین ہوسکتا جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب

واضح ہوگا۔ ثانیاً اگر محض بربناے روایت تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کرلیا جائے

تو اس سے اون روایات کو کچھ گزند نہیں پہونچتا جو آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا

نزول بروز غدیر خم ثابت کرتی ہین اسلیے کہ جن آیات کی شان نزول مین

اختلافی روایتین وارد ہوئی ہین علماے تفسیر نے اون کا مکرر نازل ہونا تسلیم کیا

ہے چنانچہ کتاب الاتقان سیوطی مین ہے کہ

صرح جماعۃ من المتقدمین والمتاخرین بان من القران

ما تکرر نزولہ (یعنے) مفسرین متقدمین و متاخرین کی ایک

جماعت نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ قرآن کی آیتوں

مین سے ایسی آیتین بھی ہین جو دوبارہ نازل ہوئی ہین۔

اور جبکہ علمائے مفسرین نے اکثر آیات قرآنیہ کے تکرر نزول کا اعتراف کیا ہے

تو آیہ اکملت لکم دینکم کا مکرر نازل ہونا بھی مستبعد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ علامہ سبط ابن جوزی تذکرہ خواص الامہ میں فرماتے ہیں کہ

فان روایۃ حبشون احتملت ان الایۃ نزلت مرتین مرۃ بعرفۃ ومرۃ یوم الغدیر کما نزلت بسم اللہ الرحمن الرحیم مرتین مرۃ بمکۃ ومرۃ بالمدینۃ

(یعنے) روایت حبشون اس احتمال پر مبنی ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم دو بار نازل ہوا ایک بار بروز عرفہ اور ایک بار بروز غدیر خم جس طرح بسم اللہ الرحمن الرحیم کا نزول دو بار ہوا ایکبار مکے میں اور ایکبار مدنیے میں (انتہی)

اب میں اس قول ارجح کی تائید میں کہ آیۂ الیوم اکملت لکم دینکم الخ بروز غدیر خم نازل ہوا یہ دکھلانا چاہتا ہون کہ قول مذکور صرف بربنائے روایت ہی مسلّم نہیں بلکہ درایۃً بھی مستند ہے اور اس میں شک نہیں کہ کسی واقعے کے متعلق کوئی صحیح الاسناد سے زیادہ صحیح الاسناد روایت بھی اگر خلاف درایت ہو تو قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ مثلاً صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ جناب رسالت مآب کو قبل نبوت معراج ہوئی تو اگرچہ باعتبار اسناد یہ حدیث صحیح ہو لیکن باعتبار درایت مطلقاً غلط مانی جاتی ہے اسلیے کہ معراج کا واقعہ بالاتفاق بعد نبوت ہوا۔ چنانچہ محدث نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہین کہ

قولہ وذلك قبل ان یوحی الیہ وھو غلط فان الاسراء

اقل ما قیل فیہ انہ کان بعد مبعث بخمسۃ عشر شہرا

(یعنے) نبوت سے پہلے معراج ہونے کی حدیث بالکل غلط ہے

اسلیئے کہ بتحقیق زمانہ بعثت سے کم از کم پندرہ مہینے کے بعد

آنحضرت کو معراج ہوئی ہے۔

پس چونکہ درایت کو من وجہ الاستقرار روایت پر تقدم ہے لہذا بوجوہ

مصرحہ ذیل یہی قول مسلم ہوگا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم بروز غدیر خم

نازل ہوا۔

اولاً یہ کہ سورۂ مائدہ بزمانہ حجۃ الوداع مابین مکہ معظمہ و مدینہ منورہ نازل

ہوا۔ چنانچہ تفسیر کبیر ابن جریر میں ربیع بن انس سے اور تفسیر درمنثور سیوطی و تفسیر

فتح القدیر شوکانی مین محمد بن کعب قرظی سے مروی ہے کہ

نزلت سورۃ المائدۃ علی رسول اللہ صلعم فی حجۃ الوداع

فیما بین مکۃ والمدینۃ (یعنے سورۂ مائدہ جناب رسول خدا پر

زمانہ حجۃ الوداع میں مابین مکہ و مدینہ نازل ہوا۔

اور چونکہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم اسی سورہ کی ایک آیت ہے

لہذا ماننا پڑے گا کہ آیۂ مذکورہ کا نزول بھی بمقام عرفات نہین ہوا بلکہ بمقام

غدیر خم ہوا اسلیئے کہ جبل عرفات کا پتہ کسی محدث و مورخ نے مابین مکہ و مدینہ

بیان نہیں کیا بخلاف اسکے غدیر خم کو جمیع محدثین و مورخین نے بالاتفاق مابین

مکہ و مدینہ بتایا ہے مثلاً معجم البلدان یاقوت حموی میں ہے کہ

وغدیر خم بین مکۃ والمدینۃ (یعنی) غدیر خم مابین مکہ

و مدینہ واقع ہے

اور صحیح مسلم کی ایک روایت مین ہے کہ

قام رسول اللہ صلعم یوما فینا خطیبا بماء یدعی خما

بین مکۃ والمدینۃ (یعنی) ایک دن جناب رسول خدا

خطبہ پڑھنے کو بمقام غدیر خم کھڑے ہوے جو مابین مکہ و

مدینہ واقع ہے۔

ثانیاً جبکہ بربناے روایات صحیحہ یہ ثابت ہے کہ بروز غدیر خم آیۂ
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک کے نازل ہونے پر جناب رسالتمآب نے
ایک ایسا جامع البیان خطبہ ارشاد فرمایا جو تبلیغی اتمام حجت مین عرفے کے
خطبے سے بالاتر ہے اور جس مین آنحضرت نے تکمیل تبلیغ کی حیثیت سے
اپنے قرب وفات کی خبر دے کر توحید و رسالت و قیامت و ثواب و عقاب کا
لوگون سے اقرار کرایا اور ارشاد کیا کہ مین تمھاری ہدایت کو تم مین دو چیزین
چھوڑتا ہون قرآن اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک
کرتے رہوگے تو گمراہ نہوگے بعد ازان حاضرین سے اپنے اولی بتصرف و
مولاے مومنین ہونے کی گواہی لے کر حضرت علیؑ کو بلند کیا اور فرمایا کہ جس کا
مولا مین ہون اوسکا مولی علیؑ ہے۔ تو اب کوئی متوسط الفہم شخص بھی یہ تسلیم

نہین کرسکتا کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول اس واقعے سے پہلے ہوا ہوا اسلیے کہ بعد نزول آیہ موصوفہ اس آیت کا نازل ہونا محال ہے کہ

"یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ" (یعنے) اے رسول اوس حکم کو پہونچا دو جو تمھاری جانب نازل کیا گیا ہے اور اگر تم نے اوسکو نہ پہونچایا تو گویا خدا کی رسالت ہی ادا نہ کی۔

پس صریحاً ثابت ہوا کہ جناب رسولؐ مقبول نے آیہ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک کی تعمیل مین بمقام غدیر خم جو خطبہ ارشاد کیا اوسکے بعد ہی آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول ہوا اور اُس سے پہلے نازل ہونے کی روایت مطلقاً خلاف درایت ہے۔

دلیل ہفتم یہ ہے کہ خطبۂ غدیر خم کے متعلق جو روایتین وارد ہوئی ہین اون سب مین یوم غدیر خم کے الفاظ ہین اور اہل علم سے پوشیدہ نہین کہ لفظ یوم کا کسی مقام کے نام سے مضاف ہونا واقعے کی خبر دیتا ہے مثلاً یوم بدر و یوم احد و یوم حنین کے معنی یہ ہوے کہ روز واقعہ بدر و بروز واقعہ احد و بروز واقعۂ حنین پس علیٰ ہذا القیاس یوم غدیر خم کا مفہوم بھی یہی ہوا کہ بروز واقعہ غدیر خم اور چونکہ واقعہ غدیر خم مختصۂ خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ سے تعلق رکھتا ہے لہذا حدیث موصوف مین لفظ مولا پر آقا اور ولی امر ہی کے معنی صادق آتے ہین دوست کے خانہ ساز معنی ہرگز واقعے کی اہمیت

ظاہر نہین کرتے۔

دلیل ہشتم جبکہ احادیث متذکرۃ الصدر سے ظاہر ہے کہ جناب رسول خدا نے خطبہ غدیر خم میں اولاً آیہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر مستدل فرما کر لوگون سے باین الفاظ شہادت لی ہے کہ الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم بعد ازاں فوراً یہ ارشاد کیا ہے کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ (یعنے جس کا مولا میں ہوں اوسکے مولا علیؑ ہین) تو صراحۃً اس حدیث مین مولا کے معنی اولی تبصرف ثابت ہوتے ہین۔

دلیل نہم یہ ہے کہ خود حضرت علی نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو اپنے اولی تبصرف ہونے پر حجت قرار دے کر اس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ مسند احمد حنبل وغیرہ مین زید بن ارقم و دیگر صحابہ سے مروی ہے کہ

استشہد علی الناس فقال انشد اللہ رجلا سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ فقام ستۃ عشر رجلا فشہدوا (یعنے حضرت علیؑ نے لوگوں کو قسم دلا کر فرمایا کہ تم میں سے جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو من کنت مولاہ فعلی مولاہ فرماتے ہوے سُنا ہو وہ گواہی دے چنانچہ سولہ آدمیون نے گواہی دی کہ اُنھون نے رسول اللہ سے یہ حدیث سُنی ہے۔

پس (بعد وفات جناب رسول خدا) حضرت علیؑ کا خطبۂ غدیرخم کو اپنے حق

مین احتجاجاً پیش کرکے اصحاب رسول کو قسم دلانا کہ تم مین سے جس نے

بمقام غدیرخم آنحضرت کی زبان مبارک سے حدیث من کنت مولاہ

فعلی مولاہ سنا ہو وہ گواہی دے" قطعاً مولا کے معنی اولی بتصرف ثابت

کرتا ہے۔

دلیل دہم یہ ہے کہ بعد وفاتِ جنابِ سرورِ کائنات حضرت فاطمہ

سلام اللہ علیہا نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علی کے ولی امر خلافت ہونے پر

مستدل کرکے اُس سے احتجاج فرمایا ہے چنانچہ شمس الدین محمد جزری

صاحبِ حصن حصین نے کتاب اسنی المطالب مین بسلسلہ ذکر حدیث غدیر

حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ سے یون روایت کیا ہے کہ

عن فاطمۃ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ورضی عنہا قالت انسیتم قول رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم یوم غدیر خم من کنت مولاہ فعلی مولاہ

وقولہ صلے اللہ علیہ وسلم انت منی بمنزلۃ ہارون

من موسی۔ (یعنے) حضرت فاطمہ نے لوگون سے فرمایا کہ کیا

تم رسول اللہ کا قول "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" بھول گئے

جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خسم مین

ارشاد کیا تھا اور جناب رسولِ مقبول کا یہ قول بھی فراموش

گر گئے کہ علیؑ مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہیں موسیٰ سے۔

پس بعد وفات سرور کائنات جناب سیدہ کا لوگون سے بطور احتجاج یہ فرمانا کہ "کیا تم رسولؐ اللہ کے قول من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بھول گئے جسے آنحضرت نے بروز غدیر خم ارشاد کیا تھا" اس بات کا قطعی ثبوت ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین لفظ مولا کے معنی آقا اور ولی امر خلافت ہین۔

دلیل پانزدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست حق پرست سے حضرت علیؑ کے سر مبارک پر عمامہ باندھا چنانچہ اکثر کتب صحیحہ مین اسکے شواہد موجود ہین ازانجملہ ریاض النضرہ[1] فی فضائل العشرہ مولفہ محب الدین طبری مین ہے کہ

عن عبد الاعلے ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا علیا یوم غدیر خم فعممہ وارخی عذبہ من خلفہ

(یعنے) عبد الاعلے سے مروی ہے کہ بروز غدیر خم جناب رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کے سر پر عمامہ باندھا اور اوسکا شملہ پیچھے کی جانب لٹکایا۔

اور مسند ابو داؤد طیالسی مین ہے کہ

---

[1] کشف الظنون میں ہے کہ ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ لمحب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری الشافعی المکی المتوفی سنہ ۶۹۴ھ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم

غدیر خم بعمامۃ فسدلہا خلفی (یعنی) حضرت علیؑ سے

مروی ہے کہ جناب رسالت مآب نے بروز غدیر خم میرے سر پر

عمامہ باندھا اور پلو کو پشت کی طرف لٹکا دیا۔

اور مسند ابی شیبہ و دلائل النبوۃ بیہقی مین ہے کہ

عن علی قال عممنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

یوم غدیر خم بعمامۃ فسدل طرفیہا علی منکبی (یعنی)

حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے

بروز غدیر خم میرے سر پر عمامہ باندھا اور عمامے کے دونون

کنارے دوش کی جانب ڈال دے۔

پس کیا مین اپنے دوستون سے دریافت کرسکتا ہون کہ جناب رسالتمآب نے

بروز غدیر خم خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ کی تقریب مین رسم دستاربندی

کس حیثیت سے ادا فرمائی تھی۔ کیا اسی حیثیت سے کہ "جسکے دوست آنحضرت

ہین اوسکے دوست علیؑ ہین" اور کیا اب بھی آفتاب پر خاک ڈالنے والے

حضرات یہ تسلیم نہ کرینگے کہ تقریب غدیر خم کی رسم دستاربندی خاصۃً ولیعہد

خلافت کی حیثیت سے ادا فرمائی گئی تھی۔ خدا ہمارے دوستون کو حمیت

جاہلیت سے بچائے اور توفیق تدین عطا فرمائے۔

دلیل دوازدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ

اصحاب و ازواج رسولؐ نے حضرت علیؑ کو مولائے مومنین ہونے کی مبارکباد دی

چنانچہ مسند احمد حنبل و مشکوٰۃ و دیگر کتب معتبرہ مین مروی ہے کہ

فلقیہ عمر بعد ذلک فقال لہ ھنیاً لک یا ابن ابیطالب

اصبحت و امسیت مولی کل مومن و مومنۃ (یعنے

بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ) حضرت عمر بن الخطاب

نے حضرت علیؑ سے ملکر فرمایا کہ اے ابو طالب کے بیٹے تم کو

مبارک ہو کہ آج تم ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوئے۔

نیز کتاب معارج النبوۃ مین ہے کہ

بیشتر اصحاب حتی کہ امہات المومنین امیر المومنین علیؑ را

تہنیت بجا آوردند (یعنے) بروز غدیر خم اکثر اصحاب حتیٰ کہ

امہات المومنین نے حضرت علیؑ کو مولائے مومنین ہونیکی

مبارکباد دی۔

پس بعد خطبہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ اصحاب رسول بالخصوص

جناب عمر بن الخطاب کا حضرت علیؑ کی خدمت مین مولائے مومنین ہونے کی

مبارکباد پیش کرنا اور یہ فرمانا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے مولا ہوئے ہرگز

یہ بے تکے معنی ظاہر نہین کرتا کہ آج تم ہر مومن و مومنہ کے دوست ہوئے

بلکہ صریحاً آقا اور ولی امر کے معنی ثابت کرتا ہے۔

دلیل سیزدہم یہ ہے کہ بروز غدیر خم حسان بن ثابت شاعر نبوی نے

حضرت علیؑ کے مولائے مومنین ہونے کی تہنیت میں قصیدہ پڑھا جو کہ تذکرۂ خواص الامہ سبط[1] ابن جوزی ورسالہ ازہار علامہ سیوطی[2] سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

یناديهم يوم الغدير نبيهم بخم فاسمع بالرسول مناديا

ندا فرماتے تھے رسول مقبول بروز غدیر خم پس کسقدر قابل سماعت ہے آنحضرت کی ندا

وقال فمن مولاكم ووليكم فقالوا ولم يبدوا هناك التعاميا

دراں حالیکہ آنحضرت نے لوگوں سے استفسار فرمایا کہ تمہارا ولی اور مولا کون ہے

الهك مولانا وانت ولينا ومالك منا في الولاية عاصيا

چنانچہ سبھی (جو نادان نہ تھے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کا معبود ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہیں اور ہم میں سے کوئی شخص در باب ولایت آپکا نافرمان بردار نہیں ہے

فقال له قم يا علي فانني رضيتك من بعدي اماما وهاديا

پس آنحضرت نے فرمایا کہ اے علیؑ اٹھو کہ میں نے پسند کیا تم کو اپنے بعد امام اور ہادی۔

---

[1] مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی فرنگی محلی فوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ میں لکھتے ہیں کہ یوسف بن قزغلی سبط الحافظ ابن الجوزی × ولد سنة ۵۸۱ ببغداد وتفقه وبرع و سمع من جده ابن الجوزی وكان في صغره حنبليا × فصار حنفيا وكان عالما فقيها واعظا × اور تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ شمس الدین یوسف سبط ابن الجوزی واعظ فاضل له مراة الزمان تاریخ جامع وله تذكرة الخواص الامه في ذكر مناقب الائمه -

[2] کشف الظنون میں ہے کہ الازہار فیما عقده الشعراء من الآثار رسالة لجلال الدین سیوطی -

فمن کنت مولاہ فھذا ولیہ　　فکونوا لہ انصار صدق موالیا

پھر فرمایا کہ جسکا مین مولا ہون علی اوسکا ولی ہے لہذا تم سب کو لازم ہے کہ علی کے سچے مددگار اور فرمانبردار رہو

فقال رسول اللہ صلعم یا حسان لا تزال مویدا بروح القدس ما (یعنے) رسول مقبول نے ان اشعار کو سُن کر فرمایا کہ اے حسان ہمیشہ روح القدس تیرا موید رہے پس حضرت علیؑ کے مولائے مومنین ہونے کی تہنیت مین حسان ابن ثابت کی قصیدہ خوانی اور اوسمین حضرت علیؑ کی خلافت متصلہ کا اظہار اس بات کا بین ثبوت ہے کہ حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ مین لفظ مولا کے معنی ولیعہد خلافت ہین۔

دلیل چہاردہم یہ ہے کہ حضرات صوفیائے کرام نے بھی حدیث غدیر کو حضرت علیؑ کے آقا و ولی امر خلافت ہونے پر مستدل فرمایا ہے چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار مثنوی مظہر حق میں فرماتے ہین کہ

چون خدا گفت است در خم غدیر　　بارسول اللہ ز آیات منیر
ایہا الناس این بود امام او　　زانکہ از حق آمدہ پیغام او
گفت رو کن با خلائق این ندا　　نیست این دم خود رسولم بر شما
ہر چہ حق گفت است من خود آن کنم　　بر شما اسرار حق آسان کنم
چونکہ جبریل آمدہ برمن بگفت　　من بگویم با شما راز نہفت
این چنین گفت است قہار جہان　　حق و قیوم و خدائے غیب دان
مرتضی والی درین ملک من است　　ہر کہ این سر را نداند زن ست

مین اپنے پروردگار کا شکر و سپاس بجالاتا ہون جس نے مجھے ذکر علیؑ کی توفیق

کرامت فرمائی جو بفحوائے حدیث "ذکر علی عبادۃ"[1] عبادت الہی کا مصداق ہے

اور اب اوسی ارحم الراحمین سے دعا کرتا ہون کہ مجھکو علیؑ کی زیارت کا شرف بھی

عطا فرمائے کہ وہ بھی حسب مضمون حدیث "النظر الی علی عبادۃ"[2] خدائے عزوجل

کی عبادت قرار دی گئی ہے۔

خاتمۃ الکتاب

واضح ہو کہ جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پیشین گوئی فرمائی ہے کہ

میرے بعد اس امت کیلئے بارہ[12] خلیفہ ہونگے چنانچہ معجم کبیر طبرانی مین عبداللہ بن مسعود

سے مروی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم یکون بعدی اثنا عشر خلیفۃ (یعنے)

فرمایا جناب رسالتمآب نے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہونگے۔

نیز کتاب مذکور مین جابر بن سمرہ سے مروی ہے کہ

---

[1] یہ حدیث کنوز الحقائق مناوی اور جامع صغیر سیوطی مین حضرت عائشہ سے مروی ہے

[2] یہ حدیث معجم کبیر طبرانی اور مستدرک حاکم مین بسند صحیح ابو سعید خدری و عمران

بن حصین و عبداللہ بن مسعود سے روایت کی گئی ہے۔ نیز اسکو شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی

نے تفسیر فتح العزیز مین بھی نقل فرمایا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم یکون لھذہ الامۃ اثنا عشر خلیفۃ

فیما لایضرھم من خذلھم (یعنے) فرمایا جناب رسولخدا نے

کہ اس امت کے لئے بارہ ۱۲ خلیفہ ہونگے جنکو کسی کے چھوڑدینے اور

نصرت نہ کرنے سے کوئی ضرر نہ پہونچے گا۔

اور ابن عساکر نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ

قال رسول اللہ صلعم ان عدۃ الخلفاء بعدی عدۃ نقباء

موسی (یعنے) فرمایا رسولؐ مقبول نے کہ میرے بعد خلفا کی تعداد

وہی ہوگی جو نقبائے موسی کی تھی (یعنے بارہ)

لیکن تعجب ہے اصحاب جمہوریت آب سے کہ باوجود اس حدیث صحیح اور نص صریح کے

بھی وہ منصب امامت وخلافت کو منصوص نہیں سمجھتے اور ائمہ اثنا عشر علیہم السّلام

کی امامت وخلافت کے قائل نہیں ہوتے اس پر طرہ یہ کہ حدیث موصوف کے

چھپانے کی راہ چارہ نہ پاکر خلفائے اثنا عشر کی تعیین میں جو مضطربانہ طبع آزمائی

فرماتے ہین وہ لائق دید وقابل شنید ہے چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں

لکھتے ہین کہ

قال اثنا عشر ھم الخلفاء الراشدون الاربعۃ ومعاویۃ و

ابنہ یزید وعبدالملک بن مروان واولادہ الاربعۃ

(یزید وسلیمان وھشام وولید) وبینھم عمر بن عبد العزیز

(یعنے) حدیث رسول میں جن بارہ ۱۲ خلفا کی خبر دیگئی ہے وہ یہ ہین

علہ
ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ معاویہ۔ یزید بن معاویہ۔ عبد الملک بن مروان۔ یزید بن عبد الملک۔ سلیمان بن عبد الملک۔ ہشام بن عبد الملک۔ ولید بن عبد الملک اور عمر بن عبد العزیز۔

الحق ہمارے دوستون کی ولائے اہلبیت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ اُنھون نے خلفائے اثنا عشر کی تعداد پوری کرنیکے لئے یزید بن معاویہ اور دوسرے فساق بنی امیہ تک کو تو مستحق خلافت نبویہ قرار دیا مگر بمقتضائے زیغ طبیعت اون ائمہ اہلبیت رسالت کو اس قابل نہ سمجھا جنکی خدا ساز تعداد بارہ ہے اور جن سے تمسک کرنیکی رسول مقبول نے ان الفاظ کے ساتھ وصیت فرمائی ہے کہ

علہ
انی تارك فیكم الثقلین كتاب الله وعترتی اهلبیتی فان تمسكتم بهما لن تضلوا بعدی فانظروا كیف تخلفونی فیهما وانهما لن یفترقا حتی یرد علی الحوض (یعنے) ایہا الناس مین تم مین دو عظیم چیزین چھوڑتا ہون کتاب اللہ اور اپنی عترت اہلبیت اگر تم ان دونون سے تمسک کروگے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہوگے پس دیکھو کہ میرے بعد قرآن و اہلبیت سے تمسک کرنے مین کیونکر میری وصیت پر عمل کرتے ہو۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن اور میرے

علہ خلفائے اثنا عشر کی یہی تفصیل قاضی عیاض نے فرمائی ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی بھی فتح الباری شرح صحیح بخاری مین اسی تفصیل کو صحیح و ارجح قرار دیتے ہین۔

علہ۲ خصائص نسائی وغیرہ۔

اہلبیت قیامت تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے۔

نیز صواعق محرقہ مین بحوالہ طبقات ابن سعد مروی ہے کہ

فی کل خلف من امتی عدول من اھلبیتی ینفون عن ھذا الدین تحریف الضالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاھلین الاوان ائمتکم وفدکم الی اللہ فانظروا من توفدون

(یعنی) میری امت مین میرے اہلبیت سے ہر زمانے مین عادلین ہونگے جو کہ میرے دین سے تحریف گمراہونکی اور بناوٹ جھوٹون کی اور تاویل جاہلون کی دفع کرینگے۔ خبردار ہو کہ امام تمہارے ایلچی ہین خدا کی طرف پس نظر کرو اور دیکھو کہ کس کو اپنا ایلچی کرتے ہو۔

حضرات! یہی وہ آئمہ ہدیٰ ہین جنکی شان مین اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتیناھم ملکا عظیما (یعنی کیا حاسدین حسد کرتے ہین لوگون کا اوس چیز پر کہ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے اونکو عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم نے بہ تحقیق آل ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور بادشاہی عظیم عطا کی۔

صواعق محرقہ مین ہے کہ

عن الباقر رضی اللہ عنہ انہ قال فی ھذہ الایۃ نحن الناس واللہ

(یعنے) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہین کہ قسم بخدا اس آیت مین اشخاص محسودین سے ہم لوگ مراد ہین۔ علاوہ برین اگر یون بھی بنظر تامل دیکھا جائے تو اشخاص محسودین کی مثال مین آل ابراہیم کا ذکر خود اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آیہ موصوفہ آل محمدؐ کی شان مین نازل ہوا جیسا کہ درود مشہور و ماثور مین بھی یہی مثال موجود ہے۔ (یعنے)

اللھم صل علی محمد و آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و آل ابراھیم

حضرات! یہی وہ آئمہ ہین جنکی نسبت خدا نے بعطائے خلعتِ عصمت و طہارت راسخون فی العلم کا درجہ عطا کیا ہے چنانچہ سورہ آل عمران مین فرماتا ہے کہ

وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم یقولون امنا بہ کل من عند ربنا (یعنے) نہین جانتا ہے کوئی شخص آیات قرآنیہ کی تاویل سوا خدا اور اون لوگون کے جنکو خدا نے علم مین راسخ فرمایا ہے اور جنکا قول ہے کہ ہم قرآن پر ایمان لائے ہین جو شروع سے آخر تک ہمارے رب کی طرف سے نازل ہوا۔

در منثور سیوطی مین تحت تفسیر آیہ مذکورہ ربیع سے مروی ہے کہ

والراسخون فی العلم یعلمون تاویلہ ویقولون امنا بہ

(یعنے) آیہ موصوفہ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ علم مین راسخ ہین
وہی آیات قرآنیہ کی تاویل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم اوپر
ایمان لائے۔ الخ

واخرج ابن عساکر وابن جریر وابن ابی حاتم والطبرانی
عن انس وابی امامۃ وواثلۃ بن الاسقع وابی الدرداء ان
رسول اللہ صلعم سئل عن الراسخین فی العلم فقال من برت
یمینہ وصدق لسانہ واستقام قلبہ ومن عف بطنہ و
فرجہ فذلک من الراسخین فی العلم

واخرج ابن عساکر عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلعم سئل
من الراسخین فی العلم قال من صدق حدیثہ وبر یمینہ
وعف بطنہ وفرجہ فذالک الراسخون فی العلم

(یعنے) انس بن مالک وغیرہم سے مروی ہے کہ رسول مقبول
سے دریافت کیا گیا کہ راسخون فی العلم کون لوگ ہین۔ فرمایا
وہ لوگ جنکی زبانین سچی۔ ہاتھ نیکی کرنیوالے اور دل مستقیم ہین
اور جنکا بطن اور فرج حرام سے محفوظ ہے۔

حضرات ایہی وہ ائمہ معصومین ہین جن مین سے ہر امام علوم نبوت کا حامل اور
اس باب مین اپنے پیشرو امام کا وصی ہوتا آیا ہے۔ چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب
دہلوی تفسیر فتح العزیز مین حدیث مثل اہلبیتی فیکم مثل سفینۃ نوح کا ذکر کرتے ہوے

ارشاد فرماتے ہیں کہ

وجہ تخصیص حضرات اہلبیت علیہم السلام باین مراتب فضیلت آنست کہ کشتی حضرت نوح علیہ السلام صورت کمال عملی آن جناب بود و حضرات اہلبیت را نیز حق تعالے صورت کمال عملی جناب خاتم المرسلین گردانیدہ بود

حضرات اہلبیت کی تخصیص ان مراتب فضیلت کے ساتھ یہ ہے کہ جسطرح کشتی نوح اونکے کمال عملی کی صورت تھی اوسیطرح اللہ تعالے نے حضرات اہلبیت کو جناب ختم المرسلین کے کمال عملی کی صورت قرار دیا۔

بعد ازان فرماتے ہین کہ

وکمال عملی آنجناب بدون مناسبت شخص با آنجناب در قوائے روحیہ در عصمت و حفظ و فتوت و سماحت متصور نیست کہ در کسی جلوہ گر شود و این مناسبت بدون ولادت و علاقہ اصلیت و فرعیت ممکن الحصول نیست پس این کمال را با جمیع شعب آن کہ معدن ولایات مختلفہ است درین مجری جاری کردند و از ہمین ناودان ریختند و ہمین است معنی امامت کہ یکے مردیگرے را از الشان با

اور آنحضرت کا کمال عملی کسی شخص مین جلوہ گر نہین ہوسکتا جبتک کہ صفات عصمت و حفظ و فتوت و سماحت مین اوس شخص کو آنحضرت کے ساتھ باعتبار قوائے روحیہ مناسبت نہ ہو اور یہ مناسبت بدون علاقہ اصلیت و فرعیت ممکن نہین ہے۔ پس کارکنان قضا و قدر نے اس کمال نبوی کو مع جمیع شعب کے مجرائے امامت مین جاری کیا اور یہی ہین معنی امامت کے کہ ہر امام نے دوسرے

وصی ساخت

امام کو اوس کمال نبوی کا وصی گردانا۔

حضرات! یہی وہ ائمہ ہین جنکی خوشخبری جناب مخبر صادق نے ہمکو کھلے ہوئے الفاظ مین دی ہے۔ چنانچہ روضۃ الاحباب مین حضرت سلمان سے روایت ہے کہ

در آمدم بر رسول خدا صلعم و دیدم کہ امام حسینؑ بر زانوئے مبارک نشستہ بود و پیغمبر علیہ السلام بہ تقبیل عینین و دہان او اشتغال می نمود و می گفت تو سید ابن سیدی و پدر ساداتی و پدر نہ حجتی کہ نہم ایشان قائم خواہد بود۔

مین ایکروز رسول مقبول کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اوسوقت امام حسینؑ جناب سالتمآب کے زانوئے مبارک پر بیٹھے ہوئے تھے اور آنحضرت اونکے چشم و دہن کا بوسہ لیکر فرماتے تھے کہ تو سید ابن سید ہے اور سادات کا پدر ہے نیز نو اماموں کا پدر ہے جنکا نوان قائم ہوگا

و از عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت است کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمود کہ خلفا و اوصیائے من و حجج ایزد تعالے بر خلق بعد از من دوازدہ خواہند بود اولہم اخی و آخرہم ولدی گفتند یا رسول اللہ کیست برادر تو فرمود کہ علی بن ابیطالب گفتند کیست پسر تو قال المہدی الذی

اور عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا میرے خلفا اور اوصیا جو میرے بعد خلق پر خدا کی حجت ہونگے تعداد مین بارہ ہین جنکا اول میرا بھائی اور آخر میرا فرزند ہوگا۔ لوگون نے پوچھا یا رسول اللہ آپکا وہ بھائی اور فرزند کون ہے؟ فرمایا میرا وہ بھائی علی بن ابیطالب ہے اور میرا وہ فرزند مہدی ہوگا جو زمین

یملاء الارض قسطا وعدلا کما ملئت
جوراً وظلما

کو انصاف وعدل سے اوسی طرح پر
کردیگا جسطرح وہ جور وظلم سے بھر گئی ہوگی

و از جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ
عنہ مرویست کہ می گفت چون ایزد تعالی
نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیت را کہ
یا ایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ و
اطیعوا الرسول واولوا الامر منکم
گفتم یا رسول اللہ می شناسیم من خدا را
و رسول او را و اولوا الامر کیستند کہ خدای
تعالی اطاعت ایشان را قرین ساختہ
است با طاعت خود و اطاعت تو پس
گفت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم
خلفای من بعدی اولہم علی بن ابیطالب
ثم الحسن ثم الحسین ثم علی بن الحسین ثم
محمد بن علی المعروف فی التوراتہ بالباقر
و ستدرک یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأ
منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد

اور جابر بن عبداللہ انصاری سے
مروی ہے کہ جب آیہ یا ایہا الذین
آمنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا
الرسول و اولوا الامر منکم نازل
ہوا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
مین خدا اور رسول کو تو پہچانتا ہون لیکن
نہین جانتا کہ اولوا الامر کون ہین جنکی
اطاعت کو اللہ تعالے نے اپنی اور اپنے
رسول کی اطاعت سے مقرون فرمایا
ہے آنحضرت نے ارشاد کیا کہ وہ میرے
خلفا ہین جن کا اول علی بن ابیطالب
ہے بعد ازان حسن پھر حسین پھر علی
بن حسین پھر محمد بن علی جنکا لقب توراۃ
مین باقر مذکور ہے اور جس سے تو اے
جابر ملے گا پس جب ملے تو اوس سے میرا سلام

ثم موسی بن جعفر ثم علی بن موسی ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضہ محمد بن الحسن بن علی ذلک الذی یفتح اللہ عزوجل علی یدیہ مشارق الارض ومغاربھا۔

کہتا پھر اوسکے بعد جعفر بن محمد الصادق ہوگا بعد ازاں موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر حجۃ اللہ محمد بن الحسن بن علی جسکے ہاتھ پر اللہ تعالے زمین کے مشارق ومغارب کو مفتوح فرمائیگا۔

صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین من یومنا ھذا الی یوم الدین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین